لا الٰہ الا اللہ

ماہنامہ خالد ربوہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
استبقوا الخیرات

"تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں"

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

جلد ۲۹ ــــــ شمارہ ۴/۵

ماہنامہ خالد ربوہ

تبلیغ، امان ۱۳۶۱ ہش ÷ فروری، مارچ ۱۹۸۲ء

ایڈیٹر :- خالد مسعود ایم۔ اے

نائبین

منصور احمد عارف ÷ محمود احمد اشرف

الفہرست

پبلشر :- مبارک احمد خالد ÷ پرنٹر :- سید عبد الحی ÷

مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت :- دفتر ماہنامہ "خالد" دار الصدر جنوبی ربوہ ÷

قیمت سالانہ :- پندرہ روپے ÷ قیمت فی پرچہ :- ایک روپیہ پچاس پیسے ÷

کتابت :- نور الدین خوشنویس ربوہ ÷ رجسٹرڈ نمبر ایل :- ۵۸۳۰

اداریہ

تاریخ ساز لمحات

آئیے ان تاریخ ساز لمحات کی ایک جھلک مشاہدہ کریں جب ہمارے پیارے آقا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت چودھویں صدی کے اختتام اور پندرھویں صدی کے استقبال کے سلسلہ میں ایک عظیم الشان اور نہایت بابرکت تحفہ جماعت احمدیہ کو عنایت فرمایا۔ یہ لمحات اتنے پُرکیف اور وجد آفرین تھے کہ ان کی کیفیات کو ضبطِ تحریر میں لانا تو ممکن نہیں تاہم اس یادگار موقعہ کی تھوڑی سی جھلک پیش کی جا رہی ہے جب حضور ایدہ اللہ نے پندرھویں صدی کے پہلے جلسہ سالانہ کے دوسرے دن جماعت کو ستارۂ احمدیت عطا فرمایا۔

یہ جلسہ سالانہ کا دوسرا دن یعنی ۲۷ دسمبر ۱۹۸۱ء ہے۔ لاکھوں فرزندانِ احمدیت نماز ظہر و عصر اپنے پیارے امام کی اقتداء میں ادا کرنے کے بعد اپنی اپنی نشست سنبھال چکے ہیں اور جنہوں نے جگہ کی کمی کی وجہ سے جلسہ گاہ سے باہر نمازیں ادا کیں جلسہ گاہ میں داخل ہو کر بڑے صبر و تحمّل کے ساتھ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ چکے ہیں اور ایک بابرکت وجود کو صدر نشین پر تشریف لاتے دیکھ رہے ہیں۔ اس شفیق اور سراپا محبت اور محسن انسان کے اپنی نشست پر جلوہ افروز ہوتے ہی فضا نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اُٹھی اور مشتاقانِ دید نے بے تاب ہو کر نعرے بلند کئے اور والہانہ انداز میں اپنے جذباتِ عقیدت کا اظہار کیا۔ اس اجلاس کی کارروائی تلاوتِ قرآن کریم اور دو نظموں سے شروع ہوئی۔ بعد ازاں حضور ڈائس پر تشریف لائے تو فضا ایک بار پھر مستانہ وار نعرہ ہائے تکبیر و تحسین سے گونج اُٹھی۔ حضور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سے خطاب شروع فرمایا اور اسلامی تاریخ کے پس منظر کی روشنی میں عالمگیر جماعت احمدیہ کے افراد کو ستارۂ احمدیت سے روشناس کرایا (حضور ایدہ اللہ کے اس رُوح پرور خطاب کا متعلقہ حصہ شاملِ اشاعت ہے)

اسی دَوران حضور نے مکرم مرزا غلام احمد صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ "احمد مرزا! دکھاؤ۔" تعمیلِ ارشاد میں مکرم مرزا غلام احمد صاحب نے آگے بڑھ کر وہ کپڑا جس پر ستارۂ احمدیت چھپا ہوا تھا پیش کیا۔ ایک طرف سے حضور نے پکڑا دوسری طرف سے مکرم مرزا غلام احمد صاحب نے اور جلسہ گاہ میں لاکھوں افراد نے یہ تاریخی ستارۂ احمدیت دیکھا۔ تب فوراً ہی وہ کنارہ جسے حضور نے پکڑ رکھا تھا محترم مرزا لقمان احمد صاحب نے پکڑ لیا اور جلسہ گاہ کے تینوں اطراف میں اسے گھما کر لوگوں کو دکھایا۔

حضور ایدہ اللہ کے رُوح پرور خطاب نے سامعین کے دلوں میں خوشی و مسرت کے جذبات کا سمندر بھر دیا۔ جذبات برملا اظہار کے لئے بے قرار تھے۔ چہرے جو خوشی سے تمتما رہے تھے ضبط کے نتیجہ میں بے چینی کی جھلک اُن پر عیاں تھی۔ آخر سامعین کے صبر و ضبط کے بند ٹوٹ گئے۔ جب پہلا نعرہ فضا میں گونجا۔ خوشی و انبساط اور جوش و خروش کے جذبات کا اظہار متلاطم مستانوں کے فلک شگاف نعروں سے ہوُا۔ لوگ اُٹھ اُٹھ کر نعروں کا جواب دیتے نعروں میں جوش و خروش اور جذبات کے والہانہ اظہار کا وہ منظر دُنیا نے اِس سے پہلے نہ دیکھا ہوگا۔ ہر شخص جذبات میں ڈوبا ہُوا ماحول سے بے نیاز نعرہ زن تھا۔ اِن جذبات انگیز لمحات کا رُوح پرور نظارہ قابلِ دید نی تھا۔ خدا تعالیٰ کی کبریائی کے اس دیوانہ وار اظہار نے نقشِ ماسوا کو محو کر دیا تھا جن کا الفاظ میں بیان ممکن نہیں۔

اس کے بعد حضور نے نصائح فرمائیں اور سال ۱۹۸۱ء کے دوران مختلف شعبوں نے جو ترقی کی خدا تعالیٰ کے ان افضال و برکات کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری کوششوں کو محض اپنے فضل سے بار آور فرماتے ہوئے ایسے نتائج پیدا فرمائے جو حیران کُن ہیں اور جتنا بھی ان کے لئے ہم خدا کا شکر ادا کریں کم ہے۔

حضور کے خطاب کے دَوران "ستارۂ احمدیت" کا یہ جھنڈا جو ایک کرومیم پلیٹیڈ راڈ کے ساتھ آویزاں تھا سٹیج پر موجود رہا۔ اِس تاریخی جھنڈے کو اس موقعہ پر بلند رکھنے کی سعادت جن احباب کو نصیب ہوئی اُن میں محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب ناظر اصلاح و ارشاد، مکرم محمود احمد صاحب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ، مکرم مولوی لطیف احمد صاحب اور مکرم ظہیر احمد صاحب باجوہ شامل تھے ـــــ مؤخر الذکر دوست کو وہ گاڑی چلانے کا موقعہ بھی ملا جس پر تاریخی جھنڈا جلسہ گاہ لایا گیا تھا۔

۲۸ دسمبر ۱۹۸۱ء کو یہ ستارۂ احمدیت خواتین کے جلسہ گاہ میں بھی دکھایا گیا۔ محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ اور محترمہ صفیہ عزیز صاحبہ نے اس کی دونوں اطراف پکڑ کر سٹیج پر پھر کر ستارۂ احمدیت دکھایا اور جلسہ گاہ میں موجود تمام خواتین نے اس تاریخی ستارۂ احمدیت کو دیکھا اور اپنے جذباتِ شکر و حمد کا اظہار کیا۔

---

۲۹ دسمبر ۱۹۸۱ء کو محترم چوہدری حمید اللہ صاحب افسر جلسہ سالانہ نے جلسہ پر تشریف لانے والے غیر ملکی وفود کو فضل عمر گیسٹ ہاؤس میں دوپہر کے کھانے پر مدعو کیا تھا۔ اس تقریب کو حضور ایدہ اللہ نے برکت اور رونق بخشی۔

کھانے کے اختتام پر حضور کھانے والے کمرے سے بیٹھنے والے ہال میں تشریف لائے۔ ہال کے جنوبی طرف سامنے تمام غیر ملکی احمدی بھائی کھڑے تھے۔ حضور نے باری باری ہر ملک کے نمائندہ کو اپنے دستِ مبارک سے یہ تاریخی ستارۂ احمدیت عطا فرمایا۔ اس کے ساتھ ایک رائٹنگ پیڈ جس پر ستارۂ احمدیت چھپا ہوُا تھا اور ایک کارڈ جس پر ستارۂ احمدیت کے دو مختلف ڈیزائن تھے بھی عنایت فرمائے۔ یہ پیڈ اور کارڈ سوئٹزرلینڈ سے تیار کروائے گئے تھے جو نہایت عمدہ،

خوبصورت اور دلکش ہیں۔ حضور کے ساتھ محترم مرزا مبارک احمد صاحب کھڑے تھے۔ محترم مرزا غلام احمد صاحب یہ بابرکت تحفہ محترم مرزا مبارک احمد صاحب وکیل الاعلیٰ تحریک جدید کو دیتے جو حضور کی خدمت میں پیش کرتے اور حضور ہر ملک کے نمائندہ کو عنایت فرماتے۔ انڈیا اور بنگلہ دیش کو دیئے جانیوالے ستارۂ احمدیت محترم مرزا غلام احمد صاحب نے حضور کو پیش کئے جو حضور نے ان دونوں ممالک کے نمائندوں کو مرحمت فرمائے۔ اس موقعہ پر غیر ملکی مہمان غیر معمولی طور پر خوش اور جذباتی نظر آرہے تھے۔ جن احباب کو ستارۂ احمدیت وصول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اُن کے اسماء گرامی یہ ہیں:۔

۱۔ اُردن : مکرم طٰہٰ القزق صاحب
۲۔ غانا : مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب
۳۔ انڈونیشیا : مکرم شریف لوبیس صاحب
۴۔ انگلینڈ : مکرم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب
۵۔ نائیجیریا : مکرم الحاج اے بی آئی کاکوئی صاحب
۶۔ مارشیس : مکرم احمد یداللہ صاحب بھنو
۷۔ جرمنی : مکرم عبداللہ واگس صاحب
۸۔ ملائیشیا : مکرم زین العابدین صاحب
۹۔ امریکہ : مکرم مظفر احمد صاحب ظفر
۱۰۔ کینیڈا : مکرم مصطفٰے ثابت صاحب
۱۱۔ سیرالیون : مکرم الحاج یوسف شریف صاحب
۱۲۔ ٹرینیڈاڈ : مکرم حسین محمد صاحب
۱۳۔ ساؤتھ افریقہ : مکرم حسین عمر صاحب
۱۴۔ سنگاپور : مکرم محمد علی صاحب
۱۵۔ بھارت : مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
۱۶۔ بنگلہ دیش : مکرم مولوی محمد صاحب

....

نمائندگان کو ستارۂ احمدیت عنایت کرنے کے بعد حضور نے بعض دوستوں کو کارڈ دیئے۔ پھر ہر ایک مجسم التجا بن گیا۔ ایک دو نے آگے بڑھ کر اس خواہش کے اظہار کی جرأت کی وہ باریاب ہوئے تو پھر یہ بابرکت تحفہ لینے کیلئے ہر ایک بے قرار ہو کر آگے بڑھا اور اپنے آقا کے ہاتھوں یہ تحفہ وصول کیا۔ اور بعض دوستوں نے حضور سے آٹوگراف لئے۔ اور جب حضور ہال سے باہر تشریف لے گئے تب بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس موقعہ پر بہت سی تصاویر لی گئیں۔

اس تقریب کے معًا بعد محترم مرزا مبارک احمد صاحب وکیل الاعلیٰ تحریک جدید بیرونی ممالک سے تشریف لانے والی بہنوں کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے اور اُن میں بھی مذکورہ کارڈز تقسیم فرمائے۔

مؤرخہ یکم فروری ۱۹۸۲ء کو اللہ تعالیٰ نے صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کو ایک بیٹا عطا فرمایا ہے جو حضور ایدہ اللہ کا پوتا اور محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کا نواسہ ہے۔ حضرت مصلح موعود کے تجویز فرمودہ ناموں میں سے بذریعہ قرعہ اندازی نومولود کا نام عثمان احمد رکھا گیا ہے۔ ادارۂ خالد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ، صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا لقمان احمد، صاحبزادی فائزہ بیگم اور جملہ افرادِ خاندان کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتا ہے۔

زمین کے تم ستارے بن جاؤ

زمین اُس نُور سے روشن ہو جو تمہارے ربّ سے تمہیں ملے

جماعتِ احمدیہ کے ۸۹ ویں جلسہ سالانہ کے دوسرے روز مورخہ ۲۷ فتح ۱۳۶۰ ہش (۲۷ دسمبر ۱۹۸۱ء) کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احبابِ جماعت سے جو اہم خطاب فرمایا تھا اُس کا ایک حصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

خطاب شروع فرمانے سے قبل حضور نے یونیورسٹی اور بورڈ میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے احمدی طلبہ کو اپنے دستِ مبارک سے تمغات پہنائے۔ اِس سلسلہ میں حضور نے فرمایا:۔

"الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ دو سال میں اللہ کے فضل سے بتیس طلبہ یونیورسٹیز اور بورڈ میں اُوپر کی پوزیشنیں حاصل کر کے اور اوّل زیادہ، دوم اس کے بعد تعداد میں اور چند ایک نے تیسری پوزیشن حاصل کی اور چاندی کا تمغہ بھی لیا۔ جس قدر آپ خدا تعالیٰ کا شُکر ادا کریں کم ہے۔

ایک دفعہ ایک ایسے طالب علم کو جو بہت اچھے نمبر لے کے پاس ہوا تھا داخلہ نہ ملا۔ اس نے ہائیکورٹ میں اپیل کر دی۔ وہاں جب بحث ہوئی تو جج نے یہ، مخالف گروپ کو جو اس کو ردّ کرنے والے تھے، کہا کہ میرے پاس آنے کی بجائے تمہیں خدا تعالیٰ کے پاس جانا چاہیئے تھا کہ احمدیوں کو عقل نہ عطا کرے۔" (نعرے)

پھر تشہد و تعوّذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:۔

اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ (مشکوٰۃ باب مناقب الصحابہؓ)

کہ میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں، جس کی اقتداء کرو گے ہدایت پا جاؤ گے، اپنے مقصود کو پالو گے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ تمہارا زندہ تعلق ہو جائے گا، میرے نقشِ قدم پر چلنے والے بن جاؤ گے۔

اِن چند الفاظ میں ایک تو یہ بتایا گیا کہ صحابہ، صحابہ میں فرق ہے جیسا کہ عملاً ہماری تاریخ نے بھی ہمیں یہ بتایا۔ بعض وہ بھی تھے حدیث العہد کہ جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت کم صحبت پائی تھی اور آپؐ کے وصال کے بعد ارتداد کی راہوں کو اختیار کر لیا اور وہ بھی تھے کہ جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی صحبت سے پورا فائدہ حاصل کیا اور اس کے نتیجہ میں ان کی زندگی میں انقلابِ عظیم بپا ہوا اور ایک وقت میں جب ان کو یہ احساس پیدا ہوا کہ ہم کسی وقت زمانۂ جاہلیّت میں، اسلام لانے سے پہلے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دُکھ دینے کے منصوبے بھی بناتے تھے اور آپؐ کے خلاف جنگیں بھی کرتے تھے، آپؐ کے اصحاب کو قتل بھی کیا ہم نے۔ اور ان کے ایک عقلمند مشیر نے انہیں مشورہ دیا کہ تمہارے مُنہ کے دھبّے سوائے تمہارے خون کے اَور کوئی چیز دھو نہیں سکتی۔ تو ایک سو چالیس نے تین لاکھ قیصر کی فوج پہ حملہ کر دیا اور کسی نے دس کو مار کے، کسی نے بیس کو مار کے سارے کے سارے وہاں شہید ہو گئے۔ یہ بھی صحابہ تھے۔

تو یہاں اعلان یہ ہوا "اَصْحَابِیْ" وہ صحابہ جو میرے کہلانے کے مستحق ہیں "اَصْحَابِیْ" جنہوں نے مجھ سے تربیت حاصل کی، جنہوں نے زندگی میں کامیابی اور حیاتِ نَو حاصل کرنے کا گُر اس میں دیکھا، پایا اور عمل کیا کہ

اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ (یونس آیت ۱۶)

کہ مَیں تو صرف اس چیز کی اتباع کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر نازل ہوئی۔ انہوں نے بھی صرف اس چیز کی اِتّباع کی جو اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے ذریعے نازل کیا، قرآن عظیم۔ قرآن عظیم کو سمجھنے کے لئے، خدا کی نگاہ میں پاک بننے کے لئے انہوں نے کوشش کی۔ انہوں نے قربانیاں دیں۔ انہوں نے اپنے نفس پہ بوجھ ڈالا۔ انہوں نے رفعتوں کے حصول کے لئے جو باتیں قرآن کریم نے بیان کی تھیں ان پہ عمل کیا اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بن گئے اور ان کو اللہ تعالیٰ نے یہ استعداد اور صلاحیت عطا کی کہ وہ ہادی بن جائیں۔ وہ دوسروں کو، آنے والی نسلوں کو ہدایت دینے والے بن جائیں اور ان میں سے ہمارے بزرگ صحابی مختلف جہات کی طرف گئے اور ایک ایک صحابی جہاں گیا، وہاں کی زندگی میں ایک انقلابِ عظیم بپا کر کے اس علاقے کو دائرۂ اسلام کے اندر لانے میں کامیاب ہوا۔

اس میں یہ بھی اعلان کیا گیا کہ مقصود ایک ہی ہے۔ ہدایت دینے والے مختلف ہوں گے۔ کوئی ہدایت پائے گا مثلاً حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، کوئی عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، (مَیں سارے خلفاء کے نام جان بُوجھ کے نہیں لے رہا لمبا ہو جائے گا مضمون) کوئی ان بزرگ صحابہ میں سے جو ہمارے خلفائے راشدین میں نہیں تھے، لیکن پوری طرح جاں نثار تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے، عاشق تھے اللہ کے، اس کی معرفت رکھنے والے تھے۔ اس کی عظمتوں کو جاننے والے تھے۔ اپنی عاجزی کو سمجھنے والے تھے۔ انقلابِ عظیم بپا ہو چکا تھا ان کی زندگی میں۔

اور اِھْتَدَیْتُمْ میں یہ اعلان ہوا میرے صحابہ کے نقشِ قدم پر چلو گے جو میرے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں، جو اُسوۂ نبوی کی پیروی کرنے والے ہیں تو تمہیں بھی اِھْتَدَیْتُمْ وہی مل جائے گا جو اُن کو ملا یعنی جو صحابہ کو مقام ملا تمہیں بھی مل جائے گا اِس واسطے کہ جو اُن کے عمل ہوں گے وہ تمہارے عمل ہوں گے۔ اِس لئے کہ جو دل اُن کے سینوں میں دھڑک رہا ہو گا وہ تمہارے سینوں میں بھی دھڑک رہا ہو گا۔ اِس لئے کہ تمہارے سینے جس نُور سے منوّر ہوں گے ان صحابہ کے سینے بھی اس نُور سے منوّر تھے۔ اِس لئے کہ تمہارے دل کی دھڑکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کی دھڑکن کے ساتھ ہو گی۔ تو جس طرح وہ ہادی بن گئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہو کر، اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کو پہچان کر، آپؐ کی اِتّباع کر کے، تمہارے لئے بھی وہ رفعتیں ممکن الحصول ہیں۔ تم حاصل کر سکتے ہو اُنہیں۔

اس کا مفہوم (حضرت اقدس) نے اپنی ہی شان کے ساتھ ایک جگہ ادا کیا ہے مضمون وہاں یہ ہے کہ کسی نبی نے حقیقی معنی میں رُوحانی قیامت کا نمونہ نہیں دکھایا نوعِ اِنسانی کی زندگی میں۔ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی جنہوں نے انسانی زندگی میں ایک رُوحانی قیامت کا نمونہ دکھایا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"قیامت کا نمونہ روحانی حیات کے بخشنے میں اس ذات کامل الصفات نے دکھلایا جس کا نامِ نامی محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ سارا قرآن اوّل سے آخر تک یہ شہادت دے رہا ہے کہ یہ رسول اس وقت بھیجا گیا تھا کہ جب تمام قومیں دُنیا کی رُوح میں مر چکی تھیں اور فسادِ روحانی نے برّ و بحر کو ہلاک کر دیا تھا تب اس رسول نے آکر نئے سرے سے دُنیا کو زندہ کیا اور زمین پر توحید کا دریا جاری کر دیا۔ اگر کوئی منصف فکر کرے کہ جزیرہ عرب کے لوگ اوّل کیا تھے اور پھر اس رسول کی پیروی کے بعد کیا ہو گئے اور کیسی ان کی وحشیانہ حالت اعلیٰ درجہ کی انسانیت تک پہنچ گئی اور کس صدق وصفا سے انہوں نے اپنے ایمان

کو اپنے خونوں کے بہانے سے اور اپنی جانوں کے فدا کرنے اور اپنے عزیزوں کو چھوڑنے اور اپنے مالوں اور عزّتوں اور آراموں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں لگانے سے ثابت کر دکھلایا تو بلاشبہ ان کی ثابت قدمی اور ان کا صدق اپنے پیارے رسول کی راہ میں ان کی جاں فشانی ایک اعلیٰ درجہ کی کرامت کے رنگ میں اس کو نظر آئے گی۔ وہ پاک نظر (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ) ان کے وجودوں پر کچھ ایسا کام کر گئی کہ وہ اپنے آپ سے کھوئے گئے اور انہوں نے فنافی اللہ ہو کر صدق اور راستبازی کے وہ کام دکھلائے جس کی نظیر کسی اَور قوم میں ملنا مشکل ہے۔ اور جو کچھ انہوں نے عقائد کے طور پر حاصل کیا تھا وہ یہ تعلیم نہ تھی کہ کسی عاجز انسان کو خدا مانا جائے یا خدا تعالیٰ کو بچّوں کا محتاج ٹھہرایا جائے بلکہ انہوں نے حقیقی خدائے ذوالجلال جو ہمیشہ سے غیر متبدّل اور حی و قیوم اور ابن اور اَب ہونے کی حاجات سے منزّہ اور موت اور پیدایش سے پاک ہے بذریعہ اپنے رسول کریمؐ کے شناخت کر لیا تھا اور وہ لوگ سچ مچ موت کے گڑھے سے نکل کر پاک حیات کے بلند مینار پر کھڑے ہو گئے تھے اور ہر یک نے ایک تازہ زندگی پا لی تھی اور **اپنے ایمانوں میں ستاروں کی طرح چمک اُٹھے تھے** (جیسا کہ نبی کریمؐ نے فرمایا تاکہ 'اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ'۔ یہ اسی کا مفہوم بیان ہوا کہ ان کے اوصاف کیا تھے۔ وہ صحابہ جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کے ستارے کہا اور فرمایا کہ جو ان کے پیچھے چلے گا وہ اس مقصد کو پا لے گا جو ان کی زندگی کا مقصدِ حیات تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ) سو درحقیقت ایک ہی کامل انسان دُنیا میں آیا جس نے ایسے اتم اور اکمل طور پر یہ رُوحانی قیامت دکھلائی اور ایک زمانۂ دراز کے مُردوں اور ہزاروں برسوں کے عظم رمیم کو زندہ کر دکھلایا۔ اس کے آنے سے قبریں کھل گئیں اور بوسیدہ ہڈیوں میں جان پڑ گئی اور اس نے

ثابت کر دکھلایا کہ وہی حاشر اور وہی رُوحانی قیامت ہے جس کے قدموں پر ایک عالم قبروں میں سے نکل آیا۔"
(آئینہ کمالاتِ اسلام صـ ۱۸۲ تا ۱۸۵)

تو یہ معنی ہیں کہ ان کے اندر یہ خصوصیات، یہ صفات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کے نتیجے میں پیدا ہوئیں۔

دوسری بات ہمیں یہ نظر آتی ہے اسی فرمان اور ارشاد کے مطابق کہ وہیں یہ سلسلہ ختم نہیں ہُوا بلکہ تم بھی ہادی بن جاؤ گے، ہدایت پا جاؤ گے، اس مقام تک پہنچ جاؤ گے جس مقام پہ وہ پہنچے اور ہدایت کا یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ پھر جو تمہارے نقشِ قدم پر چلے گا وہ ستارہ بن جائے گا۔ پھر جو انکے نقشِ قدم پر چلے گا وہ ستارہ بن جائے گا۔ پھر جو ان کے نقشِ قدم پر چلے گا وہ ستارہ بن جائے گا۔ چودہ صدیاں اُمتِ مسلمہ کی، جس زمانہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوحانی زندگی کی ہمیں سمندر کی لہروں سے بھی زیادہ شان کے ساتھ لہریں اُٹھتی نظر آ رہی ہیں، اس قسم کے ستارے پیدا ہوئے جو دُنیا کی ہدایت اور رہنمائی کا سبب بنے۔

(حضرت اقدس) نے جب یہ دیکھا اور یہ پرکھا اور یہ پایا تو آپ نے اپنی جماعت کو تلقین کی اِن الفاظ میں (مضمون لمبا ہے مَیں نے ایک چھوٹا سا اقتباس لیا ہے اس کا جوڑ ملا دوں) کہ کسی نبی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ حضرت جبرائیل علیہ السلام انسان کی شکل میں نہیں آئے۔ کبوتر کی شکل میں آ گئے، اَور شکلوں میں آ گئے۔ **اِنسان کی شکل میں پہلی بار حضرت جبرائیل علیہ السلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش ہوئے۔** اس سے جو استدلال (حضرت اقدس) نے کیا، وہ بڑا زبردست ہے:-

"یہ اِس بات کی طرف اشارہ تھا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انسانیت اِس قدر زبردست ہے کہ رُوح القدس کو بھی انسانیت کی طرف کھینچ لائی۔ پس تم (اے احمدیو!

حضور انور ایدہ اللہ) ایسے برگزیدہ نبی کے تابع ہو کر کیوں ہمّت ہارتے ہو تم اپنے وہ نمونے دکھلاؤ جو فرشتے بھی آسمان پر تمہارے صدق و صفا سے حیران ہو جائیں اور تم پر درود بھیجیں۔ تم ایک موت اختیار کرو تا تمہیں زندگی ملے اور تم نفسانی جوشوں سے اپنے اندر کو خالی کرو تا خدا اس میں اُترے۔ ایک طرف سے پختہ طور پر قطع کرو اور ایک طرف سے کامل تعلق پیدا کرو۔ خدا تمہاری مدد کرے۔

اب مَیں ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ تعلیم میری تمہارے لئے مفید ہو اور **تمہارے اندر ایسی تبدیلی پیدا ہو کہ زمین کے تم ستارے بن جاؤ اور زمین** اس نُور سے روشن ہو جو تمہارے ربّ سے تمہیں ملے۔ اٰمین ثمّ اٰمین۔"

(کشتی نوح صفحہ ۷۵،۷۶)

یعنی دِل میں آپ کے یہ تڑپ تھی کہ جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے نقشِ قدم پر چلنے والے پہلے ہزاروں، لاکھوں، خدا جانے کتنے؟ آسمان کے ستارے بنے جماعتِ احمدیہ کے سارے افراد ہی ستارے بن جائیں (نعرے)۔ آپ نے فرمایا:

"اور دعا کرتا ہوں کہ یہ تعلیم میری تمہارے لئے مفید ہو اور تمہارے اندر ایسی تبدیلی پیدا ہو کہ زمین کے تم ستارے بن جاؤ اور زمین اس نُور سے روشن ہو جو تمہارے ربّ سے تمہیں ملے۔"

اِس دعا کو اللہ تعالیٰ نے قبول کیا اور (حضرت اقدس) کو ۲ر نومبر ۱۹۰۶ء میں ایک کشف دکھائی دیا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"مَیں نے دیکھا کہ رات کے وقت مَیں ایک جگہ بیٹھا ہوں اور ایک اَور شخص میرے پاس ہے تب مَیں نے آسمان کی طرف دیکھا تو مجھے نظر آیا کہ بہت سے ستارے آسمان پر

ایک جگہ جمع ہیں تب میں نے ان ستاروں کو دیکھ کر اور انہیں کی طرف اشارہ کر کے کہا

آسمانی بادشاہت

......اس کی تعبیر میں نے یہ کی کہ آسمانی بادشاہت سے مراد ہمارے سلسلہ کے برگزیدہ لوگ ہیں جن کو خدا زمین پر پھیلا دے گا۔"

(تذکرہ طبع سوم ۱۹۶۹ء صـ ۶۷۹، ۶۸۰)

اور وہ ستارے بن جائیں گے۔ دعا تھی ستارے بن جاؤ تم، اور ستارے بن گئے تم۔

یہ دیکھ کر، پڑھ کے، غور کر کے، دعا کر کے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ آج میں **آپ کو ستارۂ احمدیت دوں** جو علامت ہو، SYMBOL ہو ان برگزیدہ احمدیوں کا جو آسمانی رفعتوں پر ستاروں کی طرح پیدا ہوئے اور قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے، جو دُنیا کی ہدایت کا سامان بنے اور وہ یہ ہے۔ (حضور نے اِس موقع پر اس کپڑے کی طرف اشارہ کیا جس کے وسط میں یہ ستارہ بنا ہُوا ہے حضور کے ارشاد پر یہ کپڑا اُونچا کر کے حاضرینِ جلسہ کو دکھایا گیا تا وہ اس ستارے کا نظارہ کر سکیں۔ جُونہی حاضرین کی نظر اس پر پڑی وہ فرطِ مسرت و محبت میں بلند آواز سے نعرے لگانے لگے۔ ناقل)۔ یہ ستارۂ احمدیت ہے۔ (بعد میں آئے گا وقت نعرے لگانے کا۔ ایک بات اُور سُن لیں) یہ ستارۂ احمدیت ہے جو اللہ کے فضل سے اور دعاؤں کے بعد میں آپ کو دے رہا ہوں۔ جس طرح اِس کائنات کی بُنیاد

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ

ہے اسی طرح جماعتِ احمدیہ کا دِل

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ

ہے اِس لئے اِس ستارے کے دِل (وسط) میں

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ

لکھا گیا ہے۔ (نعرے)

یہ ستارہ چودہ کونے کا ہے اور اس میں حکمت ہے ایک۔ وہ یہ کہ اُمتِ مسلمہ کی زندگی کے ایک دَور میں ستارہ چھ کونے کا تھا۔ پھر ایک نیا دَور آیا اور اُفقِ حیاتِ اُمت پر آٹھ کونے کا ستارہ بلند ہُوا۔ پھر ایک تیسرا دَور آیا جب دس کونے کا ستارہ اُبھرا۔ پھر چوتھا دَور آیا جس میں بارہ کونے کا ستارہ نمودار ہُوا۔ قدیم عمارتوں پر ان کے نشان باقی ہیں۔ بعض خطّوں میں پانچ کونے کا ستارہ بھی رہا۔ اور اب چونکہ چودہ صدیاں گزر گئیں اس واسطے مَیں نے مناسب سمجھا کہ چودہ کونوں والا ستارہ جماعت کے پیش کروں۔ (حاضرین نے اس موقع پر نعرۂ تکبیر بلند کیا تو حضور نے فرمایا) ذرا ٹھہریں ایک اور بات سُن لیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت ہے، آپؐ نے غزوۂ خندق کے موقع پر تین دفعہ "اللہ اکبر" کا نعرہ لگایا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اسلام لائے اس وقت "اللہ اکبر" کا نعرہ لگایا۔ پانچ سات دفعہ کے قریب (تھوڑے وقت میں جو مَیں تلاش کر چکا ہوں) آپؐ نے "اللہ اکبر" کا نعرہ لگایا۔ سُنّتِ نبویؐ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا کوئی عظیم نشان دیکھا جائے تو "اللہ اکبر" کا نعرہ لگایا جائے۔ ہمارے لئے اس میں سبق یہ ہے کہ ہر چیز خدا کی عظمت کی طرف اور کبریائی کی طرف منسوب ہو اور انسان کے دِل میں کوئی ریاء اور شیطنت نہ پیدا ہو تکبّر نہ پیدا ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ایک زندہ نبی ہیں اور آپؐ کے طفیل ہماری زندگی کی چودہ صدیوں میں سے ہر صدی نے خدا تعالیٰ کے عظیم نشان دیکھے ہیں۔ ایک نے نہیں، دو نے نہیں ہر صدی نے۔ ہر صدی نے زبانِ حال سے "اللہ اکبر" کا نعرہ لگایا۔ اس واسطے ان چودہ کونوں میں "اللہ اکبر" لکھوا دیا گیا ہے جو آپ کے سامنے ہے۔ اب لگاؤ نعرے۔ (سب سے پہلے حضور نے از خود "اللہ اکبر" کا نعرہ نہایت پُر شوکت آواز میں لگایا اور پھر حاضرینِ جلسہ کی طرف سے نعرے بلند ہوئے۔ پھر حضور نے فرمایا) اب وِرد کریں میرے ساتھ مِل کے۔ مَیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور اَللّٰہُ اَکْبَر کا وِرد کروں گا

وِرد کرنا ہے، نعرے نہیں لگانے۔ (چنانچہ تمام حاضرین نے حضور کی اقتداء میں پندرہ بار "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کا وِرد کیا اور چودہ بار "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کا)۔

(پھر حضور نے فرمایا) ہر صدی کی طرف سے ہم سب نے "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کا وِرد کیا اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا وِرد کیا اور اب ہم پندرھویں صدی میں خدا تعالیٰ کے بڑے عظیم نشانوں کو دیکھنے کیلئے داخل ہو چکے ہیں۔ اب ایک صدی کا ایک نعرہ نہیں۔ وہ تو گزشتہ نعمتوں کے شُکر کے طور پر ان لوگوں کی طرف سے تھا جو اِس جہان سے گزر چکے ہیں ہم نے ذکر کیا ہے ان کی طرف سے۔

جو سال گزرا ہے اس صدی کا، اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے بے اِنتہاء نشان دکھائے ہیں اور بڑی عظمتوں کے نشان۔ مثلاً سپین میں سات سَو پینتالیس سال کے بعد اللہ کا گھر، مسجد مکمّل ہو گئی الحمدللہ۔ اس کے میناروں کی شکل بھی بڑی خوبصورت ہے۔

پھر ہم پھیلے مشرق کی طرف۔ ابھی تک ادھر نہیں گئے تھے۔ جاپان میں اللہ تعالیٰ نے ایک گھر کی خرید کا سامان پیدا کر دیا جس کے لئے اس نے خود رقم اکٹھی کی ہوئی تھی۔ اور جب مجھ سے پُوچھا گیا کہ مکان مِل رہا ہے تو مَیں نے پہلا سوال یہ کیا کہ پیسے کہاں سے آئیں گے؟ تو مجھے دفتر نے جواب دیا کہ پیسے موجود ہیں۔ خدا تعالیٰ علّام الغیوب ہے اور اس نے غیر ممالک کی جماعتوں کو اس رقم کی ادائیگی کی توفیق دے دی۔ اس سے تو کوئی چیز چُھپی ہوئی نہیں ہے۔ جو اَبد الآباد تک ہونے والی چیزیں ہیں وہ اس کے علم میں ہیں۔ وہ پیسے مِل گئے۔

بڑی وسعت پیدا ہو رہی ہے کینیڈا اور امریکہ میں۔

بہت وسعت پیدا ہو رہی ہے افریقہ کے بہت سے حصّوں میں۔ ابھی ہر جگہ تو ہم نہیں پہنچ سکے لیکن جہاں پہنچے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ کے نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔

اور یہ سب پیار اور محبّت اور خدمت کا نتیجہ ہے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے۔ اور حضرت

مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ خیال، عقیدہ یا یہ پیشگوئی جو مرضی سمجھ لیں، یہ تھا کہ آئندہ دُنیا میں افریقن ممالک کے ہاتھ میں دُنیا کی لیڈرشپ ہوگی اور میں نے ان کو یہی کہا۔ میں نے کہا کہ ہمارا یہ اندازہ ہے کہ مستقبل میں نوعِ انسان کی قیادت تمہارے ہاتھ میں ہوگی۔ ایک شرط ہے کہ اگر تمہارے ہاتھ میں احمدیت کا جھنڈا ہوگا تو نوعِ انسانی کی قیادت بھی تمہارے ہاتھ میں ہوگی ——— احمدیت کو وہ قبول کر رہے ہیں بڑی تیزی کے ساتھ۔ اور پہلی خوشکن تبدیلی ان کے اندر یہ پیدا ہوتی ہے کہ احمدیت قبول کرنے کے ساتھ ہی وہ عاشقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن جاتے ہیں یعنی اِس طرح عشق کے ساتھ درود بھیجتے ہیں کہ ان کو چین نہیں آتا درود پڑھے بغیر۔ اپنی لاریوں کے اُوپر لاؤڈ سپیکر لگائے شہروں کے گلی کوچوں میں صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ گاتے پھر رہے ہوتے ہیں (بے دھڑک، بے فکر) اور بڑی برکتیں جماعت وہاں حاصل کر رہی ہے اور ہر وہ جو احمدیت میں داخل ہوگا خلوصِ دل کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے والا ہوگا ۔

مقابلہ قیادت ہائے اضلاع مجلس خدام الاحمدیہ ۸۱-۱۹۸۰ء

"خالد" جنوری ۱۹۸۲ء کے شمارہ ۳۹ میں "مقابلہ قیادت ہائے اضلاع خدام الاحمدیہ ۸۱-۱۹۸۰ء" میں قیادت کراچی کو سوم پوزیشن میں ظاہر کیا گیا ہے جبکہ اُس نے دوم اور ضلع لاڑکانہ نے سوم پوزیشن حاصل کی۔ ادارہ اِس سہو پر معذرت خواہ ہے ——————— (مدیر)

قارئین مندرجہ ذیل کے مطابق تصحیح فرمالیں :-

اوّل : قیادت ضلع شیخوپورہ

دوم : قیادت ضلع کراچی

سوم : قیادت ضلع لاڑکانہ

کائنات اور انسانی زندگی کی حقیقت یہی ہے کہ جو ملتا ہے اللہ سے ملتا ہے

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور احباب جماعت کے لئے خوشی کا ایک سامان

صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب کے ہاں ایک پیارے لڑکے کی ولادت باسعادت

خدا کرے کہ وہ ذرّیتِ طیبہ جس کے لئے حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ نے دعائیں کیں، اللہ اپنے فضل سے اس ننھی جان کو عمر، صحت کے ساتھ اس ذرّیتِ طیبہ میں شامل ہونے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ر تبلیغ ۱۳۶۱ھ ش مطابق ۵ر فروری ۱۹۸۲ء

بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

حقیقی صبر کامل توکّل کو چاہتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ (ابراہیم آیت: ۱۳)

کہ ہمیں کچھ ہو تو نہیں گیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتے ہوئے اس پر توکّل نہ کریں ـــــ اور اس کے ساتھ ہی بعض مقامات پر وَلَنَصْبِرَنَّ آگیا۔ اور اس لئے ہم صبر کرتے ہیں۔

صبر کے کئی معانی ہیں۔ اس لئے۔ ہم خدا تعالیٰ کی کامل اطاعت کرتے ہیں،

استقامت کے ساتھ اس دین پر قائم ہیں جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا۔ ہم صبر کرتے ہیں اس ابتلاء اور امتحان کے وقت جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس لئے آتا ہے کہ وہ دیکھے کہ ہم نے اُس کے دامن کو مضبوطی سے پکڑا ہوُا ہے یا نہیں۔

کائنات کی اور انسانی زندگی کی حقیقت یہی ہے کہ جو ملتا ہے اللہ سے ملتا ہے اور بظاہر جس چیز کو دُنیوی نگاہ تکلیف دہ پاتی ہے اس کے پیچھے بھی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا سمندر موجزن ہوتا ہے۔ وہ آزماتا بھی ہے ایسے حالات پیدا کرکے، وہ آزماتا بھی ہے خوشیوں کے سامان پیدا کرکے بھی۔

ابھی ایک حادثہ گزرا، سخت ہے وہ۔ لیکن جو تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسان کا ہوتا ہے، ایسی ہزار قربانیاں بھی دینی پڑیں تو اس تعلق کو توقطع نہیں کیا جا سکتا، نہ وہ تعلق قطع ہو سکتا ہے۔

پھر وہ خوشی کے سامان بھی پیدا کر دیتا ہے اور پچھلی پیر (یکم فروری۔ناقل) کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا ہی خوشی کا سامان پیدا کر دیا۔ ایک پیارا سا لڑکا ہمیں عطا کیا۔ جس کا نام حضرت مصلح موعود (........) رکھ گئے تھے۔ ابھی لقمان چھوٹا تھا کم عمر اور اس کا بھائی فرید قرآن کریم پڑھ رہا تھا مکرم مولوی ارجمند خان صاحب مرحوم سے۔ تو یہ آیت اُس وقت آ گئی پڑھتے ہوئے

اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ (لقمٰن آیت: ۱۴)

لقمان بہت چھوٹا تھا۔ تو یہ غصّے میں آ کے کہنے لگا یہ میرا نام کیوں لے رہے

ہیں مجھے چڑانے کو ؟ مولوی صاحب نے کہا میاں ! یہ تمہارا نام نہیں لے رہا ، یہ قرآن کریم کی آیت پڑھ رہا ہے ۔ تو لقمان اپنے بچپنے میں کہنے لگا کہ اُس وقت مَیں کوئی تھا ؟ تو حضرت صاحب (.......) کو جب لطیفہ سُنایا ہم نے تو بہت ہنسے اور پھر نام رکھنے شروع کئے اِس کے بیٹوں کے ۔ چھ ، سات نام رکھ دیئے ۔ رضوان ، عثمان ، عمران ، عدنان ، سلمان ، عرفان ۔ وہ نام نوٹ کئے ہوئے تھے ۔ تو رضوان تو جو پہلا اس کا لڑکا تھا ، اس کا نام رکھا گیا ۔ دوست دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کی پریشانیوں کو بھی دُور کرے ، وہ پریشانیاں بھی جن کا اُسے احساس ہے اور وہ بھی جن کا اِس عمر میں اُسے احساس نہیں پیدا ہو سکتا ۔

اور جب اِس دوسرے بیٹے کے نام رکھنے کا سوال پیدا ہوا ، مجھے خیال آیا کہ نام تو بہت سارے رکھے ہیں اگر ان میں سے خود مَیں انتخاب کروں پھر میرا بھی حصہ بیچ میں آجائے گا نا انتخاب میں ۔ تو مَیں نے کہا کہ اِس طرح نہیں نام رکھتے ، بلکہ قرعہ ڈالتے ہیں ۔ تو حضرت مصلح موعود (.......) نے جو نام رکھے تھے ، ایک تو رکھا جا چکا تھا رضوان ، باقی جو تھے اُن کو پرچیوں پر لکھ کے قرعہ نکالا تو "عثمان" نکلا ۔ تو عثمان نام رکھا گیا ۔ مَیں نے اُس سے پہلے ذکر نہیں کیا تھا کہ میری خواہش ہے کہ مَیں عثمان رکھوں یعنی ان ناموں میں سے عثمان کا انتخاب کروں ۔ مَیں نے باپ سے پُوچھا تھا کیا نام رکھنا ہے ؟ تو لقمان کہنے لگا جو آپ کی مرضی ۔ تو مَیں نے سوچا کہ جو آپ کی مرضی یہ کہہ رہا ہے تو مَیں بھی اپنے

باپ کو کہوں جو آپ کی مرضی۔ قرعہ نکال لیتے ہیں۔ تو قرعے میں یہ نام رکھا گیا اور اللہ تعالیٰ نے خوشیوں کا سامان پیدا کیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔ سب تعریفیں اُسی کی طرف رجوع کرتی ہیں۔

جماعت اور خلیفۂ وقت ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ یورپ میں بھی مَیں نے بعض دفعہ اعلان کیا اس کا بعض سوالوں کے جواب میں۔ تو خلافت کی وساطت سے وہ اس خوشی میں بھی شامل ہوئے جو ذاتی بھی ہے۔

اور خدا تعالیٰ کرے کہ دین کے خادم ہوں سب بچے، یہ بھی ان میں سے ہو۔ خدا کرے کہ وہ ذریتِ طیبہ جس کے لئے حضرت (اقدس ....) نے دُعائیں کیں، اللہ اپنے فضل سے اِس ننھّی جان کو عمر، صحت کے ساتھ اس ذرّیتِ طیبہ میں شامل ہونے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

جس رنگ میں میرے بھائیوں نے اور بہنوں نے اس خوشی میں شرکت کی ہے مَیں الفاظ نہیں پاتا کہ اُن کا شکریہ ادا کروں۔ خصوصاً اہلِ ربوہ نے جس رنگ میں خوشی کا اظہار کیا۔ دُعا کر سکتا ہوں، دُعا دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو احسن جزاء دے اور آپ کے گھروں کو بھی نیک اور پاک اولاد سے طیّب ذرّیت سے معمور کر دے۔ آمین ؛

حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کا ایک تاریخی عہد

(محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب)

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کی تدفین کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب صبر و عزم کا پیکر بنے ہوئے نہایت وقار کے ساتھ اپنے خالی گھر واپس تشریف لائے۔ وہ گھر جو اپنے پیارے باپ اور مقدس امام کے وجود سے خالی ہو چکا تھا جس میں نہ تو امامت ورثے کے طور پر پیچھے چھوڑی گئی تھی نہ ہی دنیا کے اموال و اسباب اور نعمتوں کے سامان لیکن جیسا کہ آپ کی بزرگ والدہ نے اپنے سب بچوں کو جمع کر کے وصیت فرمائی، حقیقت میں یہ گھر خالی نہ تھا۔ آپ نے فرمایا:

"بچو! گھر خالی دیکھ کر یہ نہ سمجھنا کہ تمہارے ابا تمہارے لیئے کچھ نہیں چھوڑ گئے۔ انہوں نے آسمان پر تمہارے لئے دعاؤں کا بڑا بھاری خزانہ چھوڑا ہے جو تمہیں وقت پر ملتا رہے گا۔"[1]

پس اس دن کے بعد کی تاریخ اسی بھاری خزانے کی تقسیم کی تاریخ ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی صورت میں اس نوجوان پر خصوصیت کے ساتھ اور باقی بہن بھائیوں پر بالعموم حسبِ مراتب اللہ تعالیٰ کی طرف سے قدرِ معلوم کے مطابق نازل ہوتا رہا۔

صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے اور اس سفر کا آغاز ہوتا ہے جو اپنے مرحوم آقا سے جدائی کے بعد اُس کی دعاؤں کے سائے تلے آپ کو تن تنہا طے کرنا تھا۔ یہ سفر ایک مخصوص منزل کی جانب اور ایک معین قبلہ کی طرف تھا جس کی تعیین خود حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنے مرحوم باپ کی نعش مبارک کے سرہانے کھڑے ہو کر کی تھی۔ یہ ایک مقدس

[1] الفضل ۱۹ جنوری ۱۹۶۲ء۔ روایت حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا۔

عہد تھا جو آپ نے اپنے ربّ سے کیا اور پھر تا زندگی پوری وفا اور عزم اور ہمّت کے ساتھ اس پر قائم رہے۔ اپنی زندگی کے اُن عہد آفریں لمحات کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں :۔

"حضرت (اقدس) کے آخری لمحات تھے اور آپ کے اردگرد مرد ہی مرد تھے مستورات وہاں سے ہٹ گئی تھیں چارپائی کے تینوں طرف مرد کھڑے تھے۔ مَیں وہاں جگہ بنا کر آپ کے سرہانے کی طرف چلا گیا یا شاید وہاں نسبتاً کم آدمی ہوں۔

مَیں وہاں کھڑا ہوا اور مَیں نے دیکھا کہ حضرت (اقدس) اپنی آنکھ کھولتے اِدھر اُدھر پھیرتے اور پھر بند کر لیتے۔ پھر کھولتے، اُن کی پتلیاں اِدھر اُدھر مُڑتیں اور پھر تھک کر اپنی آنکھوں کو بند کر لیتے۔ کئی دفعہ آپ نے اسی طرح کیا۔ آخر آپ نے زور لگا کر، کیونکہ آخری وقت طاقت نہیں رہتی، اپنی آنکھ کو کھولا اور نگاہ کو چکّر دیتے ہوئے سرہانے کی طرف دیکھا۔ نظر گھومتے گھومتے جب آپ کی نظر میرے چہرے پر پڑی تو مجھے اُس وقت ایسا محسوس ہوا جیسے آپ میری ہی تلاش میں تھے اور مجھے دیکھ کر آپ کو اطمینان ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے آنکھیں بند کر لیں۔ آخری سانس لیا اور وفات پا گئے۔ اس وقت مَیں نے سمجھا کہ آپ کی نظر مجھ کو ہی تلاش کر رہی تھی، اور مَیں نے اپنے ذہن میں سمجھا کہ مَیں جو دُعائیں کر رہا تھا اُس کا یہ نتیجہ ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرما دی کہ مَیں آخری وقت میں آپ کی آنکھوں کو دیکھ سکوں۔

آپ کی وفات کے معاً بعد کچھ لوگ گھبرائے کہ اب کیا ہو گا۔ انسان انسانوں پر نگاہ کرتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ دیکھو یہ کام کرنے والا موجود تھا یہ تو اب فوت ہو گیا، اب سلسلہ کا کیا بنے گا؟ جب ... اس طرح بعض اَور لوگ مجھے پریشان حال دکھائی دیئے اور مَیں نے اُن کو یہ کہتے سُنا کہ اب جماعت کا کیا حال ہو گا تو مجھے یاد ہے گو مَیں اُس وقت اُنیس ۱۹ سال کا تھا مگر مَیں نے اُسی جگہ حضرت (اقدس ...) کے سرہانے کھڑے ہو کر کہا کہ ــــــ

اے خدا! مَیں تجھ کو حاضر ناظر جان کر تجھ سے سچّے دل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت احمدیت سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت (اقدس)
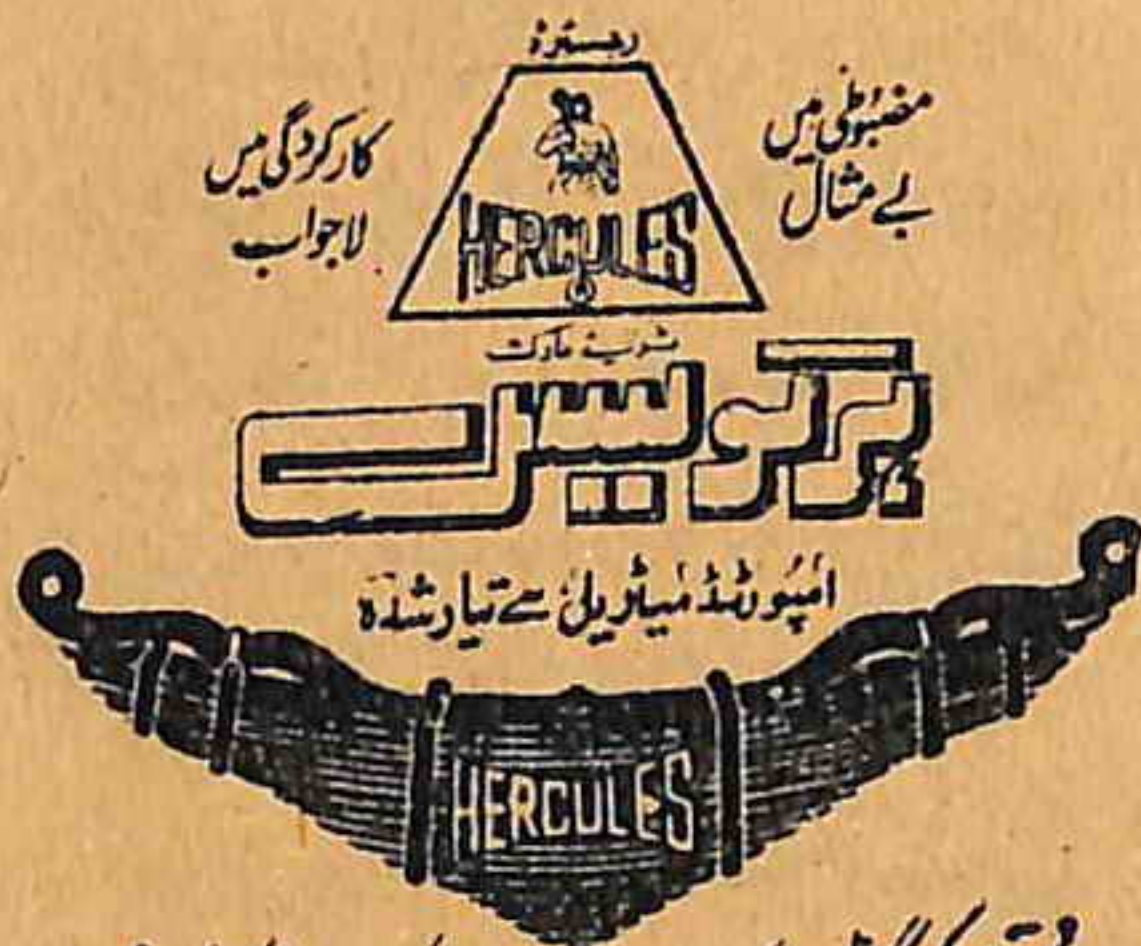
کے ذریعہ تُو نے نازل فرمایا
ہے، مَیں اس کو دنیا کے کونے
کونے میں پھیلاؤں گا۔

انسانی زندگی میں کئی گھڑیاں آتی ہیں
سُستی کی بھی، چُستی کی بھی، علم کی بھی،
جہالت کی بھی، اطاعت کی بھی، غفلت
کی بھی۔ مگر آج تک مَیں یہ سمجھتا ہوں
کہ وہ میری گھڑی ایسی چُستی کی گھڑی
تھی، ایسی علم کی گھڑی تھی، ایسی عرفان
کی گھڑی تھی کہ میرے جسم کا ہر ذرہ
اس عہد میں شریک تھا اور اس وقت
مَیں یقین کرتا تھا کہ دُنیا اپنی ساری
طاقتوں اور قوتوں کے ساتھ مل کر
بھی میرے اس عہد اور اس ارادہ کے
مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی شاید
اگر دُنیا میری باتوں کو سُنتی تو وہ اُن کو
پاگل کی بڑ قرار دیتی بلکہ شاید کیا، یقیناً
وہ اُسے جنون اور پاگل پن سمجھتی۔ مگر
مَیں اپنے نفس میں اس عہد کو سب سے بڑی
ذمہ داری اور سب سے بڑا فرض سمجھتا تھا
اور اس عہد کے کرتے وقت میرا دل یہ
یقین رکھتا تھا کہ مَیں اس عہد کے کرنے
میں اپنی طاقت سے بڑھ کر کوئی وعدہ نہیں کر رہا
بلکہ خدا تعالیٰ نے جو طاقتیں مجھے دی ہیں انہی کے
مطابق اور مناسب حال یہ وعدہ ہے[1]"

(سوانح فضل عمر جلد اول)

[1] الفضل ۲۱ر جون ۱۹۴۴ء

احمدیوں کے لیئے دُعائیہ اشعار

بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے
حاصل ہو تم کو دید کی لذت خدا کرے

توحید کی ہو لب پہ شہادت خدا کرے
ایمان کی ہو دل میں حلاوت خدا کرے

مل جائیں تم کو زہد و امانت خدا کرے
مشہور ہو تمہاری دیانت خدا کرے

منظور ہو تمہاری اطاعت خدا کرے
مقبول ہو تمہاری عبادت خدا کرے

چھوٹے کبھی نہ جامِ سخاوت خدا کرے
ٹوٹے کبھی نہ پائے صداقت خدا کرے

راضی رہو خدا کی قضا پر ہمیشہ تم
لب پر نہ آئے حرفِ شکایت خدا کرے

سُننے لگے وہ بات تمہاری بذوق وشوق
دُنیا کے دل سے دُور ہو نفرت خدا کرے

پایاب ہو تمہارے لیئے بحرِ معرفت
کُھل جائے تم پہ رازِ حقیقت خدا کرے

ہر گام پر فرشتوں کا لشکر ہو ساتھ ساتھ
ہر مُلک میں تمہاری حفاظت خدا کرے

قرآن پاک ہاتھ میں ہو دل میں نُور ہو
مل جائے مومنوں کی فراست خدا کرے

قائم ہو پھر سے حکمِ محمدؐ جہان میں
ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے

تم ہو خدا کے ساتھ خدا ہو تمہارے ساتھ
ہوں تم سے ایسے وقت میں رخصت خدا کرے

اِک وقت آئے گا کہیں گے تمام لوگ
مِلّت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

(کلام محمود)

(محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد، ربوہ)

جس طرح چھٹی صدی عیسوی میں دنیا شرک اور بت پرستی سے بھری ہوئی تھی اور توحید کا نام و نشان مٹ چکا تھا اسی طرح انیسویں صدی میں حقیقی توحید کے اکمل و اتم و اعلیٰ ترین علمبردار، محبوبِ کبریاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا آفتابِ صداقت بھی ہزارہا تاریک پردوں میں چھپ چکا تھا اور دشمنانِ اسلام حضورؐ کی ذاتِ اقدس کو بے شمار اعتراضات کا ہدف بنا رہے تھے۔ اس ہولناک صورتِ حال کو دیکھ کر حضرت بانیٔ احمدیت کا دل تڑپ اٹھا چنانچہ آپ نے فرمایا ؎

می سزد گر خوں ببارد دیدۂ ہر اہلِ دیں
بر پریشاں حالیٔ اسلام و قحط المسلمیں

مناسب ہے کہ ہر دیندار کی آنکھ خون کے آنسو روئے۔ اسلام کی پریشان حالی اور قحط المسلمین پر۔

؎

آنکہ نفسِ اوست از ہر خیر و خوبی بے نصیب
می تراشد عیب ہا در ذاتِ خیر المرسلیںؐ

وہ شخص جس کا نفس ہر ایک خیر و خوبی سے محروم ہے وہ بھی حضرت خیر الرسلؐ کی ذات میں عیب نکالتا ہے۔

؎ آنکہ در زندانِ ناپاکی ست محبوس و اسیر
ہست در شانِ امامِ پاکبازاں نکتہ چیں

وہ جو خود ناپاکی کے قید خانے میں اسیر و گرفتار ہے وہ بھی پاکبازوں کے سردارؐ کی شان میں نکتہ چینی کرتا ہے۔

منصب مصلح موعود کا مرکزی نقطہ

اللہ جل شانہٗ کے خاص حکم سے حضرت اقدس نے دعاؤں کا ایک عظیم مجاہدہ کیا جس کے نتیجے میں آپ کو ظہورِ مصلح موعود کا نشان عطا ہوا جس کی باون ۵۲ علامات

تھیں اور ان کا مرکزی نقطہ عشقِ رسولِ عربیؐ تھا اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ سیدنا محمود المصلح الموعود کی ۷۶ سالہ مبارک زندگی (۱۸۸۹ء-۱۹۶۵ء) کے کثیر التعداد کارناموں کا جوہر اور لبِ لباب بھی عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کچھ نہ تھا۔

حضرت مصلح موعود (نور اللہ مرقدہٗ) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سوانح پر بعض بلند پایہ تصانیف سپردِ قلم فرمائیں۔ علاوہ ازیں آپ کی تقاریر و تحریرات کا شاید ہی کوئی صفحہ ایسا ہو جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ مبارک بالواسطہ یا بلا واسطہ موجود نہ ہو۔ ایک عدیم المثال عاشقِ رسولِ عربیؐ کی حیثیت سے آپ نے ان تحریرات میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ایسے پیارے، دلکش اور وجد آفریں انداز میں کیا ہے کہ انسان اپنے تئیں ایک نئے عالم میں پاتا ہے۔ اور حقیقتاً محسوس کرتا ہے کہ وہ چودہ سو سال پیچھے کی طرف جا چکا ہے۔ مکہ اور مدینہ کی مبارک فضاؤں میں سانس لے رہا ہے اور شہنشاہِ نبوت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ خاص میں بیٹھا خدا کے سب سے بڑے محبوب کی زبانِ فیض ترجمان سے زندگی بخش اور رُوح پرور آواز سُن رہا ہے اور ارض و سماء اُن نغماتِ سرمدی پر جھوم رہے ہیں۔ حضرت مصلح موعود کی یہ تقاریر اور تحریرات بلا مبالغہ ہزاروں صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں جن کو ہم سات عنوانوں پر تقسیم کر سکتے ہیں:-

(۱) محبتِ رسولؐ
(۲) محبتِ دیارِ رسولؐ
(۳) محبتِ مقصدِ رسولؐ
(۴) احسانِ رسولؐ
(۵) غیرتِ رسولؐ
(۶) بیانِ سیرتِ رسولؐ
(۷) مقامِ رسولؐ

ذیل میں ہر عنوان کو الگ الگ مثالوں سے واضح کیا جاتا ہے:-

محبتِ رسولؐ

حضرت مصلح موعود اپنی معرکۃ الآراء کتاب "حقیقۃ النبوۃ" (مطبوعہ ۱۹۱۵ء) میں تحریر فرماتے ہیں:-

"نادان انسان ہم پر الزام لگاتا ہے کہ ..... ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ اسے کسی کے دل کا حال کیا معلوم۔ اسے اس محبت اور پیار اور عشق کا علم کس طرح ہو جو میرے دل کے ہر گوشہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ وہ کیا جانے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میرے اندر کس طرح سرایت کر گئی ہے۔ وہ میری جان ہے، میرا دل ہے، میری مراد ہے، میرا مطلوب ہے، اس کی غلامی میرے لئے عزت کا باعث ہے

اور اس کی کفش برداری مجھے تختِ شاہی
سے بڑھ کر معلوم دیتی ہے۔ اس کے گھر
کی جاروب کشی کے مقابلہ میں بادشاہت
ہفت اقلیم ہیچ ہے۔ وہ خدا تعالےٰ
کا پیارا ہے پھر میں کیوں اس سے پیار
نہ کروں۔ وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے
پھر میں اس سے کیوں محبّت نہ کروں۔
وہ خدا تعالیٰ کا مقرّب ہے پھر میں کیوں
اس کا قرب نہ تلاش کروں"
(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۸۶)

محبّتِ دیارِ رسُولؐ

حضرت مصلح موعود نے ۲۷ نومبر ۱۹۲۵ء کو گنبدِ
خضریٰ کی نسبت جماعتِ احمدیہ کا موقف واضح کرتے
ہوئے ایک ایمان افروز خطبہ ارشاد فرمایا جس میں بتایا کہ:-

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزارِ
مبارک پر جو گنبد بنایا گیا ہے وہ اس لئے
نہیں کہ اس سے روضہ کی شان بڑی بنا کر
پرستش کی جائے بلکہ وہ اس لئے بنایا گیا
ہے کہ شرک نہ ہو۔ رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی قبر چھپانے کے لئے اس پر گنبد
بنایا گیا تھا۔ پس اس گنبد سے یہ قیاس کرنا
کہ اس سے شرک پیدا ہوتا ہے سراسر غلطی
ہے...... پس میں پھر کہتا ہوں کہ کسی
اعزاز کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی قبر پر گنبد نہیں بنایا گیا بلکہ اس کی
حفاظت کے لئے بنایا گیا اور اس غرض
کے لئے بنایا گیا کہ تا آپؐ کی قبر چھپی رہے
کسی اعزاز کے لئے رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی قبر گنبد کی محتاج نہیں۔ اعزاز
اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ بجائے خود
ہے اور کسی بیرونی کوشش سے نہیں
ہو سکتا رہیں اس کے لئے کسی گنبد کی یا
کسی اور شئے کی ضرورت نہ تھی۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم جب زندہ تھے اُس وقت
صحابہؓ آپؐ کی حفاظت کرتے تھے۔ پھر
کوئی وجہ نہیں کہ آپؐ کی وفات کے بعد
دشمنوں سے بچانے کے لئے آپؐ کے جسم
مبارک کی حفاظت مسلمان نہ کریں....
یہاں تو ایک گنبد کے لئے شور برپا
ہے مگر میں کہتا ہوں حفاظت کے
لئے ایک سے زائد گنبد بھی بنانے
پڑیں تو بنانے چاہئیں......
آجکل ہوائی جہازوں اور توپ کے
گولوں اور دیگر اسی قسم کی ایجادوں
سے پل بھر میں ایک عالم تباہ کر دیا
جا سکتا ہے اس لئے قبر کی حفاظت
کا سوال اور بھی اہم ہو گیا ہے"
(تاریخ احمدیت جلد ۵ صفحہ ۵۲۹ بحوالہ
الفضل ۵ دسمبر ۱۹۲۵ء)

دوسری جنگِ عظیم کے دوران وسط ۱۹۴۲ء میں مشرق وسطیٰ خصوصاً حجاز کی مقدس سرزمین پر محوری طاقتوں کے حملہ کا شدید خطرہ پیدا ہوگیا۔ اس وقت حضور انور نے مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت کیلئے تحریکِ دُعائے خاص کی اور نہایت دردناک الفاظ میں فرمایا کہ:۔

"مصر کے ساتھ ہی وہ مقدس سرزمین شروع ہوجاتی ہے جس کا ذرہ ذرہ ہمیں اپنی جانوں سے زیادہ عزیز ہے۔ نہر سویز کے اِدھر آتے ہی آجکل کے سفر کے سامانوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے چند روز کی مسافت کے فاصلے پر ہی وہ مقدس مقام ہے جہاں ہمارے آقا کا مبارک وجود لیٹا ہے جس کی گلیوں میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک پڑا کرتے تھے۔ جس کے مقبروں میں آپ کے والا و شیدا خدا تعالیٰ کے فضل کے نیچے میٹھی نیند سو رہے ہیں، اُس دن کے انتظار میں کہ جب صُور پھونکا جائے گا وہ لبیک کہتے ہوئے اپنے ربّ کے حضور حاضر ہوجائیں گے۔ دو اڑھائی سَو میل کے فاصلے پر وہ وادی ہے جس میں وہ گھر ہے جسے ہم خدا کا گھر کہتے ہیں اور جس کی طرف دن میں کم از کم پانچ بار مُنہ کر کے ہم نماز پڑھتے ہیں اور جس کی زیارت اور حج کے لئے جاتے ہیں جو دین کے ستونوں میں سے ایک بڑا ستون ہے۔ یہ مقدس مقام صرف چند سَو میل کے فاصلہ پر ہے اور آجکل موٹروں اور ٹینکوں کی رفتار کے لحاظ سے چار پانچ دن کی مسافت سے زیادہ فاصلہ پر نہیں اور اُن کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں۔ وہاں جو حکومت ہے اُس کے پاس نہ ٹینک ہیں نہ ہوائی جہاز اور نہ ہی حفاظت کا کوئی اَور سامان۔ کھُلے دروازوں اسلام کا خزانہ پڑا ہے بلکہ یُوں کہنا چاہیئے کہ دیواریں بھی نہیں ہیں اور جُوں جُوں دشمن اِن مقامات کے قریب پہنچتا ہے ایک مسلمان کا دل لرز جاتا ہے۔"

(تاریخ احمدیت جلد ۹ صفحہ ۳۲۵۔ الفضل ۳ر جولائی ۱۹۴۲ء)

محبّتِ مقصدِ رسُول

حضرت مصلح موعود کی زندگی کا ایک ہی نصب العین تھا اور وہ یہ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصدِ بعثت پایۂ تکمیل تک پہنچے اور ساری دُنیا آپؐ کے قدموں میں جمع ہوجائے۔ چنانچہ آپ نے ۱۹۴۴ء کے جلسہ سالانہ پر نہایت پُرجوش انداز میں اعلان فرمایا:۔

"مَیں کسی خوبی کا اپنے لئے دعویدار نہیں ہوں۔ مَیں فقط خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک نشان ہوں اور محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو دنیا میں قائم
کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے ہتھیار
بنایا ہے۔ اس سے زیادہ نہ مجھے کوئی
دعویٰ ہے نہ مجھے کسی دعویٰ میں خوشی ہے
میری ساری خوشی اسی میں ہے کہ
میری خاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی کھیتی میں کھاد کے طور پر کام آجائے۔
اور اللہ تعالیٰ مجھ پر راضی ہو جائے اور
اور میرا خاتمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے دین کے قیام کی کوشش پر ہو۔"
("الموعود" تقریر مصلح موعود صـ ۶۷-۶۸)

احسانِ رسول ؐ

مشہور عالم تفسیر "تفسیر کبیر" جلد سوم کے دیباچہ
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانِ عظیم کا ذکر کرتے
ہوئے حضرت مصلح موعود نے لکھا:۔
"حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم
.... پر قرآن نازل ہوا اور آپؐ نے
قرآن کو اپنے نفس پر وارد کیا حتیٰ کہ آپؐ
قرآنِ مجسم ہو گئے۔ آپؐ کی ہر حرکت اور آپؐ
کا سکون قرآن کی تفسیر تھے۔ آپؐ کا ہر
خیال اور ہر ارادہ قرآن کی تفسیر تھا۔
آپؐ کا ہر احساس اور ہر ہر جذبہ قرآن
کی تفسیر تھا۔ آپؐ کی آنکھوں کی چمک
میں قرآنی نور کی بجلیاں تھیں اور آپؐ
کے کلمات قرآن کے باغ کے پھول ہوتے
تھے۔ ہم نے اُس سے مانگا اور اُس
نے دیا۔ اُس کے احسان کے آگے ہماری
گردنیں خم ہیں۔ اللّٰھم صلّ علیٰ
محمدٍ وعلیٰ آلِ محمدٍ وبارک
وسلم انک حمید مجید۔"
(تفسیر کبیر جلد ۳ صـ ۳)

غیرتِ رسول ؐ

حضرت مصلح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے لائے ہوئے دین کے مقابل کسی ازم، نظریہ اور فلسفہ
کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ بالخصوص مغربی تہذیب و
تمدن کا نام سننا آپ کو گوارا نہیں تھا اور آپ حضرت
اقدس کے سب افرادِ خاندان کو بھی ہمیشہ نصیحت فرمایا
کرتے تھے کہ وہ بھی غیرتِ رسول ؐ کا یہی نمونہ پیش
کریں۔ چنانچہ ۲ رجولائی ۱۹۳۴ء کو اپنے فرزند اکبر
سیدی حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب (ایدہ اللہ
تعالیٰ) کا جو روح پرور خطبۂ نکاح ارشاد فرمایا اُس میں
ابنائے فارس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔
"آج دین کا ساتھ دینے والا کوئی
نہیں۔ حضرت (اقدس .... ناقل)
فرماتے ہیں ؎
بیکسے شد دینِ احمد ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے در کارِ خود با دینِ احمد کار نیست
اسی طرح فرماتے ہیں ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید
دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

ان حالات میں اُن پر کیا ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں اور ان کے دلوں میں کس قسم کے احساسات ہونے چاہئیں یہ ہر شخص اپنے ظرف کے مطابق خود سمجھ سکتا ہے۔

مَیں جانتا ہوں کہ جب ایک کمزور انسان کسی کو بلندی پر گامزن دیکھتا، جب ایک دولت مند کی دولت اور عہدہ دار کے عہدے پر نظر ڈالتا ہے تو اُس کے دل میں لالچ آتا ہے اور وہ کہہ اُٹھتا ہے کہ مَیں بھی کیوں ایسا نہ بنوں۔ مَیں تسلیم کرتا ہوں کہ بے شک ایسا ہوتا ہے مگر یہ ساری چیزیں اُس وقت بھی تھیں جب ہوازن کے سامنے صحابہؓ صف آرا تھے۔ اُن کے سامنے اُن کے بیوی بچے تھے۔ اُن کے سامنے بھی یہ بات تھی کہ اگر وہ ہوازن کے تیراندازوں کے سامنے ہوئے تو اُن کے سینے چھلنی ہو جائیں گے اور وہ چند منٹوں میں ہی خاک و خون میں لوٹیں گے مگر ان تمام امور کے باوجود اُنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اپنی بیویوں اور بچوں کو بھلا دیا اور ایک ہی مقصد اپنے سامنے رکھا کہ جس طرف خدا کا رسولؐ بُلاتا ہے اُسی طرف جائیں۔ آج دجالی فتنہ جس رنگ میں دُنیا پر غالب ہے اُس کی تصویر کھینچنے کی مجھے ضرورت نہیں۔ کوئی چیز آج اسلام کی باقی نہیں۔ نہ تمدنی احکام قائم ہیں، نہ سیاسی احکام قائم ہیں، نہ اقتصادی احکام قائم ہیں اور نہ شخصی احکام قائم ہیں۔ ہر چیز میں آج تبدیلی کر دی گئی ہے۔ پس جب تک اسے مٹانے کے لئے ہمارے اندر دیوانگی نہ ہوگی، جب تک ہمیں اس تہذیبِ مغربی سے بغض نہ ہوگا اتنا بغض کہ اس سے بڑھ کر ہمیں کسی اور چیز سے بغض نہ ہو اُس وقت تک ہم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ہم میں سے جو بھی شخص مغربی تہذیب کا دلدادہ ہے، جو بھی اس تہذیب سے متاثر ہے وہ روحانی میدان کا اہل نہیں۔ جس تہذیب نے اسلامی تمدن کی شکل کو بدل دیا جب تک اس کی ایک ایک اینٹ کو ہم ریزہ ریزہ نہ کر دیں کبھی چین اور اطمینان کی نیند سو نہیں سکتے۔ وہ لوگ جو یورپ کی نقالی کرتے ہیں، جو مغربیت کی رَو میں بہتے چلے جاتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ہمارے تن بدن میں تو ان کی ہر چیز کو دیکھ کر آگ لگ جانی چاہئے کیونکہ ہم اور مغربیت ایک جگہ

جمع نہیں ہو سکتے یا ہم زندہ رہیں گے یا مغربیت زندہ رہے گی۔"

(خطبات محمود جلد سوم صفحہ ۳۲۰۔ بحوالہ الفضل ۲۶ راگست ۱۹۳۴ء)

ایک اور موقعہ پر احمدی جماعت کے ہر فرد کو تاکیدی پیغام دیا کہ:۔

"تمہارا ایمان تو ایسا ہونا چاہیئے کہ اگر دس کروڑ بادشاہ بھی آکر کہیں کہ ہم تمہارے لئے اپنی بادشاہتیں چھوڑنے کے لئے تیار ہیں تم ہماری صرف ایک بات مان لو جو اسلام کے خلاف ہے تو تم ان دس کروڑ بادشاہوں سے کہدو تُف ہے تمہاری اس حرکت پر میں تو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بات کے مقابلہ میں تمہاری اور تمہارے باپ دادا کی بادشاہتوں کو جوتی بھی نہیں مارتا" (تاریخ احمدیت جلد ۹۔ الفضل ۳۰ رجون ۱۹۴۲ء)

بیانِ سیرتِ رسولؐ

۱۹۲۷ء کے آخر میں "رنگیلا رسول" اور رسالہ "ورتمان" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ مبارک میں جو شرمناک بدزبانیاں اور گستاخیاں کی گئیں اُن سے مسلمانانِ عالم کے دل پارہ پارہ اور جگر چھلنی ہو گئے اس پر حضرت مصلح موعودؓ نے جلسہ سالانہ ۱۹۲۷ء پر سیرت النبیؐ کے مبارک جلسوں کے انعقاد کا اعلان فرمایا اور ۲۷ راپریل ۱۹۲۸ء کو ان کی افادیت و اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن وجودوں میں سے ہیں جن کے متعلق کسی شاعر نے کہا ہے:۔

"آفتاب آمد دلیلِ آفتاب"

سورج کے چڑھنے کی دلیل کیا ہے؟ یہ کہ سورج چڑھا ہوا ہے۔ کوئی پوچھے اس بات کی کیا دلیل ہے کہ سورج چڑھا ہوا ہے تو اُسے کہا جائے گا۔ دیکھ لو سورج چڑھا ہوا ہے۔ تو کئی ایسے وجود ہوتے ہیں کہ اُن کی ذات ہی اُن کا ثبوت ہوتی ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تو وہ صفات انہیں وجودوں میں سے ہیں بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ اس وقت تک جو انسان پیدا ہوئے یا آئندہ پیدا ہوں گے وہ سب کے سب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے ہیں اور آپ سب پر فوقیت رکھتے ہیں۔ ایسے انسان کی زندگی پر اگر کوئی اعتراض کرتا ہے تو اس کی زندگی کو بگاڑ کر ہی کر سکتا ہے اور بگاڑے ہوئے حالات سے وہی متاثر ہو سکتا ہے جسے صحیح حالات کا علم

نہ ہو۔ ... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی ذات پر اس طرح حملے کئے جاتے ہیں
کہ ان کا جواب دیا جائے بلکہ یہ ہے
کہ ہم لوگوں کو توجہ دلائیں کہ وہ
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات
خود پڑھیں اور اُن سے صحیح طور پر واقفیت
حاصل کریں۔ جب وہ آپؐ کے حالات
پڑھیں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا
کہ آپؐ کی ذات نور ہی نور ہے اور اس
ذات پر اعتراض کرنے والا خود اندھا
ہے۔" (تاریخ احمدیت جلد ۶ صہ ۴۱۔
الفضل ۱۸ر مئی ۱۹۲۸ء)

مقامِ رسولؐ

حضرت مصلح موعود نے ۲۸ر دسمبر ۱۹۵۱ء کو
"عالمِ روحانی کا دیوانِ خاص" کے عنوان پر ایک ولولہ انگیز
خطاب فرمایا جس میں مقامِ محمدیت کی رفعت اور اس کی
عظیم تجلیات کا ایسا دلکش نقشہ کھینچا کہ سامعین پر وجد
کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔ اس تقریر دلپذیر کا اختتام
مندرجہ ذیل الفاظ میں ہوا:۔

"جس پہلو کے لحاظ سے بھی محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا
جائے آپؐ تعریف ہی تعریف کے قابل
دکھائی دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب
قیصرِ روما نے ابوسفیان سے محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مختلف سوالات
کئے تو ہر سوال کے جواب میں اسے محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبی اور
آپؐ کے کمال کا اعتراف کرنا پڑا۔ جب
اُس نے پوچھا اس شخص کا خاندان کیسا
ہے تو ابوسفیان نے کہا کہ وہ ایک
نہایت معزز خاندان میں سے ہے۔
جب اس نے پوچھا کہ اس کی عقل اور
اصابتِ رائے کا کیا حال ہے تو ابوسفیان
کو یہی کہنا پڑا کہ ہم نے اس کی عقل اور
رائے میں کبھی کوئی عیب نہیں دیکھا۔
جب اُس نے پوچھا کیا کبھی اُس نے
بدعہدی بھی کی ہے تو ابوسفیان نے
کہا کہ اُس نے آج تک کوئی بدعہدی
نہیں کی۔ جب اُس نے پوچھا کہ وہ تمہیں
کن باتوں کی تعلیم دیتا ہے تو ابوسفیان
نے کہا کہ ہمیں یہی کہتا ہے کہ ہم سچ بولا
کریں، خدائے واحد کی عبادت کیا کریں،
وفائے عہد سے کام لیں، امانت اور
دیانت کا مادہ اپنے اندر پیدا کریں،
اور ہر قسم کے ناپاک اور گندے کاموں
سے بچیں۔ غرض باوجود مخالفت کے
اسے ہر سوال کے جواب میں آپؐ کی طہارت
اور پاکیزگی کا اقرار کرنا پڑا اور قیصر
روما کے بھرے دربار میں اسے آپؐ

کے مناقب کا ترانہ گانا پڑا کیونکہ خدا نے
کہا تھا کہ ہم تجھے مقامِ محمود عطا کرنے
والے ہیں۔ آج مکہ والے تجھے بیشک
مذمّم کہہ لیں، بے شک ہر قسم کا جھوٹ
بول کر تجھے بُرا بھلا کہتے پھریں مگر ہم یہ
فیصلہ کر چکے ہیں کہ تیری تعریف قائم
کی جائے اور زبانوں اور دلوں پر تیری
حمد جاری کی جائے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کی
تقدیر ابوسفیان کو قیصر روما کے دربار میں
کھینچ کر لے گئی اور شاہی دربار میں اُسے
اقرار کرنا پڑا کہ مکہ کے لوگ جھوٹ بولتے
ہیں محمد رسول اللہؐ حقیقتاً تعریف کے
قابل ہیں اور کوئی عیب ان میں نہیں پایا
جاتا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اسی مقاماتِ محمود
کی تجلّیات کو اور زیادہ روشن اور نمایاں
کرنے کے لئے اس زمانہ میں حضرت
(اقدس) .... کو اور آپ کے بعد مجھے
پیدا کیا اور ہم سے اُس نے آپؐ کے
حُسن کی وہ تعریف کروائی کہ آج اپنے
تو الگ رہے بیگانے بھی آپؐ کی تعریف
کر رہے ہیں اور یورپ اور امریکہ میں
بھی ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں جو
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
دُرود اور سلام بھیجتے ہیں مگر یہ تغیّر
کیوں ہوا؟ اسی لئے کہ اس روحانی
دربارِ خاص کا بادشاہ جس انعام کا
اعلان کرتا ہے وہ انعام چلتا چلا جاتا
ہے اور کوئی انسان اس کو چھیننے کی
طاقت نہیں رکھتا۔ جب اُس نے اپنے
دربار میں یہ اعلان کیا کہ اے ہمارے
گورنر جنرل ہم تجھے ایسے مقام پر پہنچانے
والے ہیں کہ دُنیا تیری تعریف کرنے پر
مجبور ہوگی تو کون شخص تھا جو خدا تعالیٰ
کے اس پروگرام میں حائل ہو سکتا اس
نے محمدؐی انوار کی تجلیات کو روشن کرنا
شروع کیا اور اس کے حُسن کو اتنا بڑھایا
کہ دُنیا کی تمام خوبصورتیاں اس حسین
چہرے کے سامنے ماند پڑ گئیں اور دوست
اور دشمن سب کے سب یک زبان ہو کر
پکار اُٹھے کہ محمدؐ حقیقتاً محمدؐ اور قابلِ
تعریف ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

غرض یہ کیسا عظیم الشان دربار ہے
کہ اس میں بادشاہ کی طرف سے اپنے
درباری کو جو انعام دیا گیا وہ دنیا کی
شدید مخالفت کے باوجود قائم رہا،
قائم ہے اور قائم رہے گا جو حکومتیں اس
روحانی گورنر جنرل کے سامنے کھڑی
ہوئیں تو وہ مٹا دی گئیں سلطنتوں
نے اس کو ترچھی نگاہ سے دیکھا تو وہ

تہ و بالا کر دی گئیں۔ بڑے بڑے جابر بادشاہوں
نے اس کا مقابلہ کیا تو وہ مچھر کی طرح مسل
دیئے گئے کیونکہ اس دربارِ خاص میں
بادشاہ یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ اسکے
مقرر کردہ گورنر جنرل کی کوئی ہتک کرے
یا اس کے پہنائے ہوئے جبہ کو کوئی اتارنے
کی کوشش کرے۔ وہ اپنے درباریوں
کے لئے بڑا غیور ہے اور سب سے بڑھ کر
وہ اس درباری کے لئے غیرت مند ہے
جس کا نام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے
خدا تعالیٰ کی اس پر لاکھوں برکتیں اور
کروڑوں سلام ہوں۔ آمین یا ربّ
العالمین"

(سیرِ روحانی جلد ۲ صفحہ ۲۶۳-۲۶۴)

منظوم کلام میں عشقِ نبویؐ کی جھلک

مندرجہ بالا افکار و خیالات کی جھلک حضور کی
پاکیزہ شاعری میں بھی جابجا دکھائی دیتی ہے بطور مثال
چند اشعار ملاحظہ ہوں جو آپ نے انیس ۱۹ سال کی عمر میں
کہے اور اخبار "بدر" قادیان ۲ر فروری ۱۹۰۸ء میں شائع
ہوئے ؎

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے
مرا دل اس نے روشن کر دیا ہے
اندھیرے گھر کا میرے وہ دیا ہے
مرا ہر ذرہ ہو قربانِ احمدؐ
مرے دل کا یہی اِک مدعا ہے
اسی کے عشق میں نکلے مری جاں
کہ یادِ یار میں بھی اِک مزا ہے
مجھے اس بات پر ہے فخر محمودؔ
مرا معشوق محبوبِ خدا ہے
سنو اے دشمنانِ دینِ احمدؐ
نتیجہ بد زبانی کا برا ہے
محمدؐ کو برا کہتے ہو تم لوگ
ہماری جان و دل جس پر فدا ہے
محمدؐ جو ہمارا پیشوا ہے
محمدؐ جو کہ محبوبِ خدا ہے
ہو اس کے نام پر قربان سب کچھ
کہ وہ شاہنشہِ ہر دوسرا ہے
اسی سے میرا دل پاتا ہے تسکیں
وہی آرام میری روح کا ہے
خدا کو اس سے مل کر ہم نے پایا
وہی اک راہِ دیں کا رہنما ہے

(کلام محمود صفحہ ۲۶)

پیارے بھائیو!

یہ ایک مختصر سا گلدستۂ عقیدت ہے جو آستانۂ
نبویؐ میں پیش کرنے کے لئے اس عظیم الشان، سدا بہار، پھولوں اور
پھلوں سے لدے ہوئے پاکیزہ درخت سے تیار کیا گیا ہے جسے بادِ سموم کے
تیز و تند جھونکے بھی تا روزِ قیامت ہرگز پژمردہ نہیں کر سکتے۔ ؏

ہے یہ تقدیر خداوند کی تقدیروں سے

مرزا خلیل احمد قمر
ــــ ربوہ ــــ

"وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا"

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں نہایت اہم دن ہے کیونکہ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ نے دُنیا کو خدا کا زندہ نشان دکھانے کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور جو دُعائیں کی تھیں اُن کی قبولیت کا دن ہے۔ اسی دن آپ نے خدا تعالےٰ سے خوشخبری پا کر دُنیا میں یہ اعلان فرمایا کہ خدا تعالےٰ مجھے ایک لڑکا عطا فرمائے گا جو بہت سی خصوصیات کا حامل ہوگا۔

خدائی خوشخبریوں اور گزشتہ انبیاء و اولیاء کی پیشگوئیوں کے مطابق یہ موعود لڑکا (حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد) ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوا اور حضرت اقدس نے اسی روز شرائطِ بیعت کا اعلان فرما کر جماعتِ احمدیہ کی بنیاد رکھ دی۔ اس سے ایک اہم تعلق پیدا ہو جاتا ہے جو حضرت مصلح موعود کی پیدائش اور جماعتِ احمدیہ کے قیام سے ہے۔

پیشگوئی مصلح موعود کا ہر فقرہ اپنی جگہ ایک مکمل پیشگوئی ہے۔ پیشگوئی مصلح موعود کی باون خصوصیات آپ کے باون سالہ دَور کی طرف اشارہ کر رہی ہیں۔ مگر ذیل میں صرف "علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا" کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت مصلح موعود کی تعلیم

حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد کی تعلیم کے بارہ میں اتنا ہی عرض کر دینا ضروری ہے کہ آپ کی صحت شروع سے خراب رہتی تھی اور تعلیم کی طرف زیادہ توجہ نہیں دے سکتے تھے۔ بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ آپ کا سکولوں میں تعلیم حاصل کرنا خدائی مصلحت کے خلاف تھا۔ آپ شروع سے ہی سکول میں تعلیمی لحاظ سے کمزور لڑکوں میں شمار ہوتے تھے۔ اس بات کا حضرت اقدس کو بھی احساس تھا۔

آپ کی تعلیم کے متعلق حضرت اقدس نے جنوری ۱۹۰۵ء کے خط میں مفتی محمد صادق صاحب (جو اُس وقت تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے ہیڈ ماسٹر تھے) کو لکھا :

"آپ کو معلوم ہے کہ محمود احمد پڑھائی میں بہت کمزور ہے اس لئے میرے

نزدیک یہ تجویز مناسب ہے کہ آپ تجویز کر دیں کہ ایک ہشیار طالب علم ایک وقت مقرر کر کے اس کو پڑھایا کرے۔ جو کچھ آپ مقرر کریں اس کو ماہ بماہ دے دیا جائے گا۔"

اور اسی سلسلہ میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب فرماتے ہیں :-

"آپ (حضرت میاں محمود احمد صاحب) اسکول میں پڑھتے تھے مگر ہر جماعت میں فیل ہوتے تھے لیکن ہم پھر بھی اگلی جماعت میں بڑھا دیتے تھے اس لئے کہ آپ حضرت اقدس کے فرزند ہیں۔" (الفضل ۲ راکتوبر ۱۹۳۵ء)

حضرت مصلح موعود اپنی صحت اور تعلیمی حالت کے بارے میں فرماتے ہیں :-

"آنکھوں میں ککرے، جگر کی خرابی، عظم طحال کی شکایت اور پھر اس کے ساتھ بخار کا شروع ہو جانا جو چھ چھ مہینے تک نہ اترتا اور میری پڑھائی کے بارہ میں بزرگوں کا یہ فیصلہ کر دینا کہ یہ جتنا چاہے پڑھ لے اس پر زیادہ زور نہ دیا جائے ان حالات سے ہر شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ میری تعلیمی قابلیت کا کیا حال ہوگا۔" (الموعود صفہ)

مزید فرماتے ہیں :-

"دنیوی لحاظ سے میں پرائمری فیل ہوں مگر چونکہ گھر کا مدرسہ تھا اس لئے اوپر کی کلاسوں میں مجھے ترقی دے دی جاتی تھی۔ پھر مڈل میں فیل ہوا مگر گھر کا مدرسہ ہونے کی وجہ سے پھر مجھے ترقی دے دی گئی۔ آخر میٹرک کے امتحان کا وقت آیا تو میری ساری پڑھائی کی حقیقت کھل گئی اور میں صرف عربی اور اردو میں پاس ہوا اور اس کے بعد پڑھائی چھوڑ دی۔ گویا میری تعلیم کچھ بھی نہیں۔"
(تفسیر کبیر۔ سورہ کوثر صفہ ۵۰۷)

آپ کی باقاعدہ تعلیم معمولی سی تھی جس کو آپ نے خود تسلیم کیا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ فرماتے ہیں :-

"وہ ظاہری و باطنی علوم سے پُر کیا جائے گا اور خدا تعالےٰ اُسے آسمان سے اپنے علوم سکھائے گا اور فرشتے وہ علوم اُسے پڑھائیں گے جو دین کے لئے ضروری ہیں۔ میری حالت یہ تھی کہ میں انگریزی کی دو دو سطریں بھی صحیح نہیں لکھ سکتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خود میری ایسی تربیت لی کہ ہر علم مجھے عطا کیا اور ہر قسم کے علوم سکھائے۔"
(تقریر لدھیانہ ۲۳ مارچ ۱۹۴۴ء)

آپ کی بچپن کی تعلیمی کمزوری اور صحت کی خرابی کا

اندازہ تو آپ کو ہو چکا ہوگا مگر یہ جلد جلد بڑھنے والا موعود نوجوان علم کے میدان میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی تربیت کے نتیجہ میں ایسا چمکا کہ دنیا کی آنکھیں خیرہ کر دیں۔ پس یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ کے پاس علوم کا خزانہ تھا۔ آپ نہ صرف دنیا کے ہر علم سے گہری واقفیت رکھتے تھے بلکہ ہر علم پر محاکمہ فرماتے اور جملہ علوم کے نقائص پر اطلاع رکھتے تھے اور ان پر تنقید بھی کرتے تھے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے حضور کو دینی اور دنیوی علوم کا حصہ وافر عطا فرمایا تھا۔ آپ کے پاس ہر قسم کے ماہرین علم ملاقات کے لئے آتے تھے۔ آپ انکو پوری طرح مطمئن کر دیتے تھے۔

مطالعہ

حضرت مصلح موعود ایک ایسی جماعت کی قیادت کرتے تھے جس کی اکثریت تعلیم یافتہ تھی جس کے نوجوان مختلف علوم کے جاننے والے ہی نہیں بلکہ ماہر بھی تھے۔ آپ ان کی علمی مشکلات حل فرماتے۔ کہیں سائنس اور مذہب کے ٹکراؤ کو دور کرتے اور کہیں انسان کے چاند پر پہنچنے کی توجیہہ فرماتے۔ کہیں تاریخی مسائل کو بیان فرماتے اور کہیں عمرانیات جیسے مشکل موضوع کی عقدہ کشائی فرماتے۔ کبھی تصوف کے مسائل پر بصیرت افروز روشنی ڈالتے تو کبھی اخلاقیات کے نظریے کو الم نشرح کرتے۔ کہیں اسلام کا دیگر مذاہب اور نظریات سے موازنہ تو کہیں اسلام کے اندر بدرسومات کے خلاف جہاد۔ غرض اس طرح کے مختلف النوع مسائل کو سلجھانے کے لئے ایک وسیع مطالعہ کی ضرورت پیش آتی ہے۔ حضرت مصلح موعود کی زیر مطالعہ کتب کا اندازہ کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ حضور نے مختلف علوم کی بے شمار کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ ذیل میں صرف ان علوم کی کتب کے نام دیئے جا رہے ہیں جن پر حضرت مصلح موعود نے اپنے ہاتھ سے نوٹ لکھے ہیں:۔

کتب	تعداد
کتب علم تفسیر	۱۷۷
کتب علم حدیث	۱۴۲
کتب علم فقہ	۱۰۱
کتب علم الکلام	۱۳۶
کتب علم تصوف	۲۰۶
کتب اسلام بزبان انگریزی	۱۴۲
کتب جغرافیہ و علوم عامہ	۱۳۵
کتب سوشل سائنس یعنی اقتصادیات، سیاست، قانون	۴۹۰
کتب ہیئت و حساب	۵۰
کتب طب یونانی	۸۰
کتب ہومیوپیتھک	۹۵
کتب سلسلہ احمدیہ	۱۶۲۰
کتب اہل سنت والجماعت	۱۵۰
کتب علی و شیعہ	۳۵
کتب عیسائیت	۱۸۰
کتب علوم مافوق العادات و عجائبات	۷۴
کتب ہندو و سکھ مذہب	۱۵۷

کتب بدھ مت	۵۰
کتب متعلقہ کمیونزم	۷۵
کتب ایلو پیتھک	۳۶
کتب فلسفہ و نفسیات	۱۸۰
کتب بہائیت	۳۵
کتب تاریخ و سوانح	۶۸۰
کتب حوالہ جات انسائیکلوپیڈیا لغات وغیرہ	۱۲۲
کتب عربی ادب	۳۰۲
کتب اُردو ادب	۸۱۶
کتب انگریزی لٹریچر	۱۳۳۵

(ماخوذ از الفضل ۹ مارچ ۱۹۶۶ء)

علمی زندگی کا آغاز

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ آپ کی دنیوی تعلیم کوئی زیادہ نہیں تھی بلکہ نہ ہونے کے برابر تھی۔ مگر چونکہ خدائی وعدوں کے مطابق آپ کا علوم ظاہری و باطنی سے پُر ہونا دُنیا پر واضح ہونا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ قدرت سے آپ کی تعلیم و تربیت کی اور اپنے فضل سے ایسے حالات اور سامان پیدا فرمائے کہ آپ اپنے مطالعہ سے اپنے علمی دائرے کو وسیع کر سکیں اور اللہ تعالیٰ نے اس میں برکت بھی ڈالی چنانچہ آپ کے علم کا دائرہ غیر معمولی طور پر نہایت تیزی سے پھیلتا چلا گیا اور علمی لحاظ سے آپ نے غیر معمولی حیثیت اختیار کر لی۔

۱۹۰۶ء کے جلسہ سالانہ پر آپ نے شرک کی تردید کے موضوع پر تقریر کی جو بعد میں "چشمۂ توحید" کے نام سے شائع بھی ہو چکی ہے۔ اس تقریر میں آپ نے ایسے مدلل طور پر شرک کی تردید کی کہ اپنے اور پرائے بھی دنگ رہ رہ گئے۔ اسی سال آپ نے نوجوانوں کی ایک انجمن بنائی جس کا تشحیذ الاذہان نام حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے تجویز فرمایا۔ اس انجمن کے ذریعہ نوجوانوں کی علمی اور تربیتی ترقی مقصود تھی۔ اسی سال آپ نے تشحیذ الاذہان کے نام سے ایک رسالہ جاری کیا۔ جس کے پہلے شمارے پر مولوی محمد علی صاحب ایم اے (جو بعد میں آپ کے شدید مخالف ہو گئے تھے) نے آپ کے مقالہ افتتاحیہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:۔

"اس رسالہ کے ایڈیٹر مرزا بشیر الدین محمود احمد حضرت اقدس کے صاحبزادہ ہیں اور پہلے نمبر میں ۱۴ صفحوں کا ایک انٹروڈکشن ان کی قلم کا لکھا ہوا ہے۔ جماعت تو اس مضمون کو پڑھے گی مَیں اس مضمون کو مخالفینِ سلسلہ کے سامنے بطور ایک بیّن دلیل کے پیش کرتا ہوں جو اس سلسلہ کی صداقت پر گواہ ہے۔"

مزید فرماتے ہیں:۔

"ایک اٹھارہ برس کے نوجوان میں اِس جوش اور اِن امنگوں کا بھر جانا معمولی امر نہیں۔ کیونکہ یہ زمانہ

سب سے بڑھ کر کھیل کود کا زمانہ ہے اب
وہ سیاہ دل لوگ جو حضرت مرزا صاحب
کو مفتری کہتے ہیں اس بات کا جواب
دیں کہ اگر یہ افتراء ہے تو سچا جوش
اس بچہ کے دل میں کہاں سے آیا۔
جھوٹ تو ایسا گند ہے پس اس کا اثر
تو چاہیئے کہ گندہ ہوتا نہ یہ کہ ایسا پاک
اور نورانی جس کی نظیر ہی نہیں ملتی۔"
(ریویو آف ریلیجنز اُردو
مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۱۷-۱۱۸)

حضرت مصلح موعود نے کئی سال تک تشحیذ الاذہان
کی ادارت فرمائی۔ جب اہل لاہور نے جماعت کے
خلاف سازشیں شروع کیں اور اپنے گھناؤنے مقاصد
کی اشاعت کے لئے پیغام صلح اخبار جاری کیا تو آپ نے
حضرت کی اجازت سے اخبار الفضل
جاری فرمایا جس نے اہل پیغام کی تمام سازشیں بے نقاب
کر دیں اور جماعت احمدیہ کی راہنمائی کا پورا پورا حق
ادا کیا۔ آپ کی قلم سے ایسے ایسے مضامین نکلے کہ
بڑے بڑے لوگ آپ کی قابلیت اور فراست کا
اعتراف کرنے لگے اور ایسا کیوں نہ ہوتا آپ کے بارہ
میں خدائی بشارت تھی کہ "وہ علوم ظاہری و باطنی سے
پُر کیا جائے گا"۔ آپ نے ۱۹۴۴ء میں جب مصلح موعود
ہونے کا دعویٰ کیا تو اپنی تقریر میں فرمایا:-

"اسی کی طرف میری رؤیا میں اشارہ
کیا گیا تھا۔ چنانچہ خواب میں مَیں بڑے
زور سے کہہ رہا ہوں کہ مَیں وہ ہوں
جسے علوم اسلام اور علوم عربی اور
اس زبان کا فلسفہ ماں کی گود میں
اس کی دونوں چھاتیوں سے دُودھ
کے ساتھ پلائے گئے تھے۔"
(الفضل ۱۶ر فروری ۱۹۴۴ء)

پس جس شخص کا معلّم خدا تعالیٰ خود ہو اُس کے
علم کا اندازہ محال ہے۔ حضرت مصلح موعود نے دنیا
کے سب بڑے بڑے علوم پر اپنی کتب خطبات اور
تقاریر میں بحث کی ہے اور ایسے نکات بیان فرمائے
ہیں کہ پڑھنے والا دنگ رہ جاتا ہے۔ ان علوم
کے ماہرین عش عش کر اُٹھتے ہیں۔ دُنیا کا کوئی علم ہو،
سیاسیات ہو یا قانون، اخلاقیات ہو یا الٰہیات،
نفسیات ہو یا علم طب، ایلوپیتھک طریق علاج ہو
یا ہومیو پیتھک، فزکس ہو یا کیمسٹری، اقتصادیات
ہو یا معاشیات، عمرانیات ہو یا شہریت، علم
ارتقاء ہو یا فلکیات، علم حساب ہو یا علم ہیئت،
علم تاریخ ہو یا جغرافیہ، علم تفسیر ہو یا علم حدیث،
علم فقہ ہو یا تصوف، موازنہ مذاہب یا دنیاوی
علوم غرضیکہ کوئی ایسا علم نہیں جس کے متعلق آپ
نے اپنے خطبات یا تقاریر اور تحریرات میں سیر حاصل
بحث نہ کی ہو۔ آپ کے لٹریچر میں اتنی وسعت
اور تنوّع ہے کہ شاید ہی دُنیا کے کسی مصنّف کے
لٹریچر میں پایا جاتا ہو۔ ذیل میں حضور کی مختلف
علوم پر کتب اور خطبات کا ذکر کر کے بتانا چاہتا

ہوں کہ یہی وہ محمود ہے جو اپنے کاموں سے پیشگوئی مصلح موعود کی ایک ایک شق کا مصداق ہے۔

علم الکلام :-

آپ نے ا کے بنیادی عقائد نہایت مدلّل اور احسن پیرائے میں بیان فرمائے۔ آپ کا طرزِ بیان ایسا سادہ اور واضح اور بلیغ ہوتا کہ مشکل اور دقیق مسائل بھی ایسی عام فہم زبان میں بیان فرماتے کہ عام آدمی بھی ان مسائل کو بآسانی سمجھ سکتا۔ آپ نے اسلام پر وارد ہونے والے تمام اعتراضات کے ایسے مسکت اور مدلّل جواب دیئے ہیں کہ مزید اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ آپ نے تقریباً ہر اہم مسئلہ پر قلم اُٹھایا اور جس مسئلہ پر آپ نے بحث فرمائی اس کو کسی پہلو سے بھی تشنہ نہ رہنے دیا۔ اس سلسلہ میں آپ کے مضامین کتب اور تقاریر درج ذیل ہیں :-

(۱) اللہ تعالیٰ کی ہستی کا زندہ ثبوت (۲) ہستی باری تعالیٰ۔ (۳) تقدیرِ الٰہی۔ (۴) ملائکۃ اللہ۔ (۵) حقیقۃ النبوۃ۔ (۶) مسئلہ وحی و نبوت کے متعلق اسلامی نظریہ۔ (۷) مسئلہ زکوٰۃ۔ (۸) نجات (تقریر) (۹) نجات بجواب پادری میکلین۔ (۱۰) رسولِ کریمؐ کی عزت کا تحفظ اور ہمارا فرض۔ (۱۱) تعلیم العقائد والاعمال پر خطبات۔ (۱۲) اعمالِ صالحہ۔ (۱۳) حق الیقین اور ہفوات المسلمین۔ (۱۴) خزینۃ العلوم (۱۵) دعوتِ علماء۔ (۱۶) رُوحانی علوم۔ (۱۷) مجمع البحرین (۱۸) فتحِ اسلام۔ (۱۹) انوارِ خلافت۔ (۲۰) برکاتِ خلافت (۲۱) خلافتِ حقّہ اسلامیہ (۲۲) خلافتِ احمدیّہ کے مخالفین کی تحریک۔ (۲۳) خلافتِ راشدہ۔ (۲۴) منصبِ خلافت۔ (۲۵) آسمانی نظام اور اس کا پس منظر (۲۶) احمدیّت (۲۷) احمدیّت کا پیغام۔ (۲۸) احمدی اور غیر احمدی میں فرق۔ (۲۹) تحقیقاتی عدالت میں بیان (۳۰) حقیقۃ الامر۔ (۳۱) حضرت مسیح موعود کے کارنامے (۳۲) عقائدِ احمدیّہ۔ (۳۳) حضرت مسیح موعود کی صداقت کے تین شاہد۔ (۳۴) سرزمینِ کابل کا تازہ نشان۔ (۳۵) قادیانی مسئلہ کا جواب۔ (۳۶) مسلمان وہ ہے جو خدا کے سب ماموروں کو مانے۔ (۳۷) کون ہے جو خدا کے کاموں کو روک سکے۔ (۳۸) نظامِ نو۔ (۳۹) ندائے ایمان نمبر ۱ تا نمبر ۴۔ (۴۰) ایک غلط بیانی کی تردید۔ (۴۱) اصولِ احمدیّت۔ (۴۲) الموعود۔ (۴۳) میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں۔ (۴۴) انقلابِ حقیقی وغیرہ وغیرہ۔

علم تاریخ و سیرت :-

اللہ تعالیٰ نے حضور کو اتنا نورِ فراست عطا فرمایا تھا کہ آپ تاریخ کے مطالعہ کے دوران کسی دور کے حالات پڑھ کر فوراً سمجھ جاتے تھے کہ یہ واقعہ غلط ہے اور بہت سی متضاد روایات میں سے قرائن اور درایت سے صحیح روایت اخذ کر لیتے تھے۔ حضور نے علمِ تاریخ اور سیرت پر جو کتب تصنیف فرمائی ہیں وہ اپنی اہمیّت اور افادیت کے لحاظ سے بہت بلند مقام رکھتی ہیں :-

(۱) اُسوۂ کامل (۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان۔ (۳) اُسوۂ حسنہ۔ (۴) پیارا نبیؐ۔ (۵) سیرتِ خیر الرسلؐ۔ (۶) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی تعلیم (۷) سیرت النبیؐ پر آپ کے مضامین الفضل کا مجموعہ۔ (۸) نبیوں کا سردارؐ۔ (۹) ہمارا رسولؐ۔ (۱۰) عہد کا رسولؐ۔ (۱۱) سیرت مسیح موعود (۱۲) وہی ہمارا کرشن۔ (۱۳) دیباچہ تفسیر القرآن۔ (۱۴) اسلام میں اختلافات کا آغاز۔

دیباچہ تفسیر القرآن انگریزی موازنۂ مذاہب اور سیرت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہے اس عظیم الشان تصنیف پر کئی متعصب مستشرقین بھی آپ کو دادِ تحسین دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ چنانچہ مشہور مستشرق اے۔ جے۔ آر۔ بیری نے لکھا:-

"اس کتاب کو، علم و فضل کا شاہکار قرار دینا مبالغہ نہ ہوگا"

اسی طرح مسٹر رچرڈ بیل نے اسے ایک عظیم الشان کارنامہ قرار دیا ہے۔

"اسلام میں اختلافات کا آغاز" ایک مقالہ ہے جو حضرت مصلح موعود نے ہسٹاریکل سوسائٹی اسلامیہ کالج لاہور کی درخواست پر ۱۹۱۹ء میں ارشاد فرمایا۔ اس مقالہ میں حضور نے تاریخ اسلام کے ایک انتہائی المناک اور دردناک دور کے حالات کا محققانہ تجزیہ کیا جو بالآخر حضرت عثمانؓ کی شہادت پر منتج ہوا۔ اس جلسے کی صدارت پروفیسر سید عبد القادر صاحب ایم۔ اے نے کی تھی۔ تقریر کے بعد انہوں نے اپنے صدارتی ریمارکس میں فرمایا:-

"حضرات! مَیں نے بھی کچھ تاریخی اوراق کی ورق گردانی کی ہے اور آج شام کو جب مَیں ہال میں آیا تو مجھے خیال تھا کہ اسلامی تاریخ کا بہت سا حصّہ مجھے بھی معلوم ہے اور اس پر میں اچھی طرح رائے زنی کر سکتا ہوں لیکن اب جناب مرزا صاحب کی تقریر کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ مَیں ابھی طفلِ مکتب ہوں۔ اور میری علمیّت کی روشنی اور جناب مرزا صاحب کی علمیت کی روشنی میں وہی نسبت ہے جو اس لیمپ (جو میز پر تھا) کی روشنی اور بجلی کے لیمپ کی روشنی (جو اُوپر آویزاں تھا) میں ہے۔

حضرات! جس فصاحت اور علمیت سے جناب مرزا صاحب نے اسلامی تاریخ کے نہایت مشکل باب پر روشنی ڈالی ہے وہ انہیں کا حصّہ ہے۔ اور یہاں بہت کم لوگ ہوں گے جو ایسے اَدَق باب کو بیان کر سکیں۔"

(الفضل ۸ر مارچ ۱۹۱۹ء)

علمِ اقتصادیات

بیسویں صدی میں امیر اور غریب کے درمیان طبقاتی کشمکش کا ایک بڑا سبب اقتصادی ناہمواری ہے۔ حضور نے اس موضوع پر جماعت احمدیہ کی بالخصوص

اور دُنیا کی بالعموم جس شاندار طریقے سے راہنمائی فرمائی وہ قابلِ قدر ہے۔ اور اِس سلسلہ میں حضور نے کئی کتب تصنیف فرمائیں جن میں سے بعض یہ ہیں:-

(۱) زمینداروں کی اقتصادی مشکلات (۲) اسلام اور ملکیتِ زمین۔ (۳) نظامِ نو۔ (۴) اسلام کا اقتصادی نظام۔

اسلام کا اقتصادی نظام حضور کی وہ معرکۃ الآراء تقریر ہے جو حضور نے ۱۹۴۵ء میں احمدیہ ہوسٹل لاہور میں فرمائی جس میں بہت سے مختلف مذاہب کے احباب بھی شریک تھے۔ اِس تقریر میں حضور نے قرآن کریم کے پیش کردہ اقتصادی نظام کو بیان فرمایا اور ثابت کیا کہ اسلام کا پیش کردہ اقتصادی نظام ہی سب سے ارفع اور اعلیٰ ہے اور یہی نظام دُنیا میں پائیدار عالمی امن کا ضامن ہے۔ اِس کا کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اقتصادی ماہرین نے اس کو پسند کیا ہے۔ اِس جلسہ کی صدارت مسٹر رام چندر مچندہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ نے کی تھی۔ تقریر کے بعد انہوں نے اپنے صدارتی ریمارکس میں کہا:-

"مَیں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ مجھے ایسی قیمتی تقریر سُننے کا موقع ملا۔ اور مجھے اِس بات کی خوشی ہے کہ تحریکِ احمدیت ترقی کر رہی ہے اور نمایاں ترقی کر رہی ہے۔ جو تقریر آپ نے اِس وقت سُنی ہے اس کے اندر نہایت قیمتی اور نئی نئی باتیں حضرت امام جماعت احمدیہ نے بیان فرمائی ہیں۔ مجھے اِس تقریر سے بہت فائدہ ہوا ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں نے بھی اِن قیمتی معلومات سے فائدہ اُٹھایا ہوگا۔ یہ میری غلطی تھی کہ اسلام اپنے قوانین میں صرف مسلمانوں کا ہی خیال رکھتا ہے غیر مسلموں کا کوئی لحاظ نہیں رکھتا۔ مگر آج رات حضرت امام جماعت احمدیہ کی تقریر سے معلوم ہوا کہ اسلام تمام انسانوں میں مساوات کی تعلیم دیتا ہے۔"

(از پیش لفظ اسلام کا اقتصادی نظام)

عِلمِ تصوّف:-

حضرت مصلح موعود کو اللہ تعالیٰ نے عِلمِ تصوّف سے بھی وافر حصّہ عطا فرمایا تھا۔ حضور نے تصوّف کے مسائل کو دُنیا کے سامنے ایک نئے اور اچھوتے انداز میں پیش فرمایا اور صوفیاء کے مقام کو علمائے ظاہر سے منفرد ثابت کیا اور آپ نے دلائل و شواہد سے ثابت کیا کہ اسلام کی بقاء میں صوفیاء کا بہت زیادہ حصّہ ہے۔ حضور نے مندرجہ ذیل کتب میں تصوّف کے مسائل نہایت سادہ اور دلچسپ پیرایہ میں بیان فرمائے ہیں:-

(۱) سیرِ رُوحانی (تین جلدوں میں)۔ (۲) عرفانِ الٰہی۔ (۳) قبولیتِ دعا کے طریق۔ (۴) مدارجِ تقویٰ (۵) محبّتِ الٰہی۔ (۶) منہاج الطالبین۔

اصلاحی و تربیتی تقاریر و تصانیف:-

اللہ تعالیٰ نے حضور کو ایک لمبے عرصہ تک جماعت

احمدیہ کی قیادت کی توفیق عطا فرمائی۔ جماعت احمدیہ ایک مذہبی جماعت ہے۔ امام جماعت احمدیہ کی حیثیت سے افرادِ جماعت کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھنا، نوجوانوں کے اخلاق سنوارنا، ان کی جسمانی اور روحانی ضروریات کا احساس ہونا، موجودہ مغربی تہذیب کی یلغار اور اس سے بچانا، عورتوں کے مسائل و حقوق اور ان کی نگہداشت کرنا وغیرہ وغیرہ یہ تمام امور ایسے ہیں اور یہ تمام ایسی ذمہ داریاں ہیں جو امام جماعت احمدیہ کو سرانجام دینا پڑتی ہیں۔ ان تمام ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے حضرت مصلح موعود نے بہت سی اصلاحی و تربیتی تقاریر کیں اور کتب تصنیف فرمائیں :-

(۱) پردہ کے متعلق ایک ضروری خطبہ
(۲) تبلیغ ہر مسلمان کا فرض ہے۔
(۳) حضرت خلیفۃ المسیح کا فرمان
(۴) خطبات النکاح (حصہ اوّل و دوم)
(۵) خطباتِ عیدین
(۶) خدمتِ دین کا فریضہ اور احمدی نوجوان
(۷) الازھار لذوات الخمار
(۸) مشعلِ راہ
(۹) فرائضِ مستورات
(۱۰) رسولِ کریم کی عزت اور ہمارا فرض
(۱۱) فریضۂ تبلیغ اور احمدی خواتین
(۱۲) شکریہ اور اعلان ضروری
(۱۳) صلح کا پیغام
(۱۴) کیا آپ اسلام کی زندگی چاہتے ہیں ؟
(۱۵) لوح الہُدیٰ
(۱۶) مطالبۂ وقفِ جائیداد
(۱۷) مطالبۂ تحریک جدید
(۱۸) میری وصیت
(۱۹) ہدایات زرّیں
(۲۰) ہدایات برائے معلّمین کلاس

تبلیغی تصانیف

زندہ جماعتوں کی سب سے بڑی نشانی یہ ہوتی ہے کہ ان میں حرکت قائم رہتی ہے۔ اسلام کو اس وقت تک وسعت حاصل ہوتی رہی جب تک اس کے ماننے والے تبلیغ کے میدان میں سرگرم عمل رہے۔ جونہی مسلمانوں نے اس میں سستی دکھائی اسلام کی ترقی رک گئی۔ جماعت احمدیہ ایک مذہبی اور تبلیغی جماعت ہے جو اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک اسلام کو غالب کرنے کے لئے عظیم جہاد میں مصروف ہے اور یہ ثابت کر دینا چاہتی ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا بلکہ دلوں کو فتح کرنے کے نتیجہ میں اسے وسعت نصیب ہوئی۔ یہ ایک عظیم مقصد ہے جس کو مدّنظر رکھتے ہوئے حضرت مصلح موعود نے اپنی تقاریر اور کتب کے ذریعہ اسلام اور احمدیت کی صداقت کو واضح اور مدلل رنگ میں دُنیا کے سامنے پیش کیا۔ اس سلسلہ میں حضرت مصلح موعود نے مندرجہ ذیل کتب تصنیف فرمائیں :-

(۱) تحفۃ الملوک۔ (۲) تقریر سیالکوٹ (۳) تحفہ شہزادہ ویلز۔ (۴) اللہ کی مدد صرف صادقوں کے

ساتھ ہے۔ (۵) پکارنے والے کی آواز۔ (۶) تقریر دلپذیر۔ (۷) تحفہ لارڈ اروِن۔ (۸) تبلیغ ہدایت۔ (۹) تقریرِ شملہ۔ (۱۰) چشمۂ ہدایت۔ (۱۱) خدا تعالیٰ کے قہری نشان۔ (۱۲) دعوۃ الامیر۔ (۱۳) ساڑھے چار لاکھ مسلمان ارتداد کے لئے تیار۔ (۱۴) صادقوں کی روشنی کو کون روک سکتا ہے۔ (۱۵) سرزمینِ کابل کا تازہ نشان۔ (۱۶) پیغامِ مسیح۔ (۱۷) ایک صاحب کے پانچ سوالوں کا جواب۔

غیر مبایعین سے خطاب :-

حضور جب ۱۹۱۴ء میں منصب خلافت پر فائز ہوئے تو جماعت دو حصوں میں بٹ گئی۔ غیر مبایعین نے آپ پر شدید اعتراضات کرنے شروع کر دیئے۔ وہ لوگ جو کل تک آپ ہی کو پسرِ موعود سمجھتے رہے اور مرزا محمود احمد کے وجود کو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی صداقت کے ثبوت کے طور پر پیش کرتے رہے تھے وہی آپ کے مخالف ہو گئے۔ اختلافِ سلسلہ کے نتیجہ میں غیر مبایعین نے بعد میں احمدیت کے بنیادی عقائد میں بہت سی تبدیلیاں کر لیں۔ حضرت مصلح موعود نے اپنے مدلّل خطبات اور کتب کے ذریعہ ان کا ردّ فرمایا اور اُن میں سے بہت سے لوگوں کو اپنے عقائد پر سوچنے پر مجبور کر دیا۔ بعض کو اللہ تعالیٰ نے بیعتِ خلافت کی توفیق عطا فرمائی۔ غیر مبایعین کے خیالات کے رد میں جو کتب آپ نے تصنیف فرمائیں وہ درج ذیل ہیں :-

(۱) القول الفصل۔ (۲) اسمہٗ احمد کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کو آخری دعوت۔ (۳) آئینۂ صداقت۔ (۴) اہلِ پیغام کے عقائد کے فیصلہ کا آسان طریق۔ (۵) اظہارِ حقیقت (مولوی محمد علی سے متعلق)۔

غیر مذاہب کے متعلق کتب :-

احمدیت سے قبل اسلام کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ تھی۔ دُنیا کے تمام مذاہب اس پر حملہ آور تھے اور کوئی دفاع کرنے والا نہ تھا۔ احمدیت نے اسلام کو حیاتِ تازہ بخشی۔ نہ صرف غیر مذاہب کے اعتراضات کے دندان شکن جواب ہی دیئے بلکہ دیگر مذاہب پر جارحانہ یلغار کر دی اور اُن کے عقائد کا تار و پود بکھیر کر رکھ دیا۔ اِس میدان میں حضرت اقدس کے حُسن و احسان میں اِس نظیر نے مذاہبِ باطلہ کے مقابلہ میں زبردست جہاد کیا۔ آپ نے اپنے خطبات اور تقاریر کے ذریعہ اسلام کی برتری اور دوسرے مذاہب کا بطلان ثابت کیا چنانچہ وہ لوگ جو کل تک اسلام کو اپنا شکار بنائے بیٹھے تھے وہ خود اسلام کا شکار ہو گئے۔ اِس سلسلہ میں آپ کی چند کتب قابلِ ذکر ہیں :-

(۱) اسلام اور دیگر مذاہب۔

(۲) تناسخ اور آواگون۔

(۳) سردار کھڑک سنگھ صاحب اور اُن کے ہمراہیوں کو دعوتِ حق۔

(۴) سکھ قوم کے نام دردمندانہ اپیل۔

اِن کے علاوہ آپ کی کئی کتب میں ذیلی عنوانات کے ساتھ

موازنۂ مذاہب کا ذکر ملتا ہے مثلاً دیباچہ تفسیر القرآن میں عیسائیت اور یہودیت کا اسلام سے موازنہ کیا گیا ہے ۔

علمِ نفس :-

موجودہ زمانہ میں علمِ نفس کے ذریعہ اسلام کے خلاف ایک رَو پیدا کی گئی ہے اور علمِ نفسیات کو اسلام پر اعتراضات کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے ۔ اس علم کے ذریعہ اسلام اور بانئ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑے رکیک حملے کئے گئے ہیں حضرت مصلح موعود نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ایسے دندان شکن جواب دیئے کہ دوبارہ اس کو بولنے کی جرأت نہ ہوئی ۔ اس سلسلہ میں محترم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب تحریر فرماتے ہیں :-

" قاضی محمد اسلم صاحب (مرحوم ۔ ناقل) (سابق پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ) جو خود بھی ماہرِ نفسیات ہیں اور بہت سے ماہرینِ نفسیات آپ کے شاگرد ہیں آپ نے ۱۹۴۴ء میں علمِ نفس کے ماہر ڈاکٹر فرائیڈ یا اس کے ساتھیوں کی طرف سے نظریہ اسلام کی نفسیاتی تشریح کا خلاصہ حضور کی خدمت میں پیش کیا اور نہایت گندے اعتراضات کا ذکر کیا جو اس تشریح کی رُو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑتے تھے حضور اُن دنوں ڈلہوزی میں موسمِ گرما میں مقیم تھے حضور کے ہمراہ پابہ رکاب ہوئے والے خدمت میں یہ عاجز بھی تھا ۔ مکرم قاضی صاحب کا خط جب حضور کی خدمت میں موصول ہوا تو حضور دینی غیرت سے بھر گئے اور فوراً اُن اعتراضات کا جواب لکھ کر مکرم قاضی صاحب کو روانہ کیا ۔"

(الفضل ۱۸ فروری ۱۹۷۵ء)

سیاسیات :-

جماعتِ احمدیہ بنیادی طور پر ایک مذہبی جماعت ہے سیاسیات سے اس کا کوئی تعلق نہیں مگر جب کبھی مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کا مسئلہ اُٹھا تو جماعت احمدیہ نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا ۔ تقسیمِ ہندوستان سے قبل جب مسلمان سیاسی لیڈر ہندو مسلم اتحاد کے لئے کوشاں تھے اور ہندو مسلم بھائی بھائی کا نعرہ لگایا جا رہا تھا ان حالات میں حضرت مصلح موعود نے مسلمانوں کے حقوق کے لئے جو کوشش اور جدّوجہد فرمائی وہ تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہے ۔ مطالبۂ پاکستان کے سلسلہ میں جب حضرت مصلح موعود نے مسلم لیگ کا ساتھ دیا اور بھرپور حمایت کا اعلان فرمایا تو اُس وقت بعض ہندو اخبارات نے تحریر کیا کہ پاکستان میں احمدیوں کے ساتھ کابل جیسا سلوک ہوگا ۔ تو حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ ہم اس لئے مطالبۂ پاکستان کی حمایت کر رہے ہیں کہ مسلمان حق پر ہیں خواہ وہ اس سے بڑھ کر ہمارے ساتھ سلوک کریں ۔ ہم ان کے جائز مطالبہ کی حمایت کرتے رہیں گے ۔ اس کے علاوہ حضرت مصلح موعود

نے اہلِ کشمیر کے حقوق کی بحالی کے لئے بہت جدّ وجہد فرمائی
حضور کی مساعیٔ جمیلہ کے نتیجے میں آخر اہلِ کشمیر کو بہت سے
حقوق مل گئے۔ مندرجہ ذیل کتب حضرت مصلح موعود کے سیاسی
فہم و فراست کا منہ بولتا ثبوت ہیں :۔

(۱) ایک سیاسی لیکچر۔ (۲) اساس الاتحاد۔
(۳) الکفر ملۃ واحدہ۔ (۴) آل انڈیا مسلم پارٹیز
کانفرنس کے پروگرام پر ایک نظر۔ (۵) آل انڈیا کشمیر کمیٹی
اور احرارِ اسلام۔ (۶) امام جماعت احمدیہ کا پیغام اہلِ
ہند اور پارلیمینٹری کمشن کے نام۔ (۷) آئندہ الیکشنوں
کے متعلق جماعت احمدیہ کی پالیسی۔ (۸) آپ اسلام اور
مسلمانوں کے لئے کیا کر سکتے ہیں؟ (۹) اسلام کا آئینِ
سیاسی۔ (۱۰) تحریکِ اتحاد۔ (۱۱) ترکی کا مستقبل۔
(۱۲) حالاتِ حاضرہ کے متعلق امام جماعت احمدیہ کا فرمان۔
(۱۳ تا ۲۰) اہلِ کشمیر کے نام خطوط۔ سلسلہ آٹھ خطوط۔
(۲۱-۲۲) برادرانِ کشمیر کے نام میرا پہلا پیغام۔ دوسرا
پیغام۔ (۲۳-۲۴) برادرانِ کشمیر کے نام سلسلہ چہارم کا
مکتوب اوّل و دوم۔ (۲۵) ترکِ موالات اور احکامِ
اسلام۔ (۲۶) چٹھی بنام اہلِ کشمیر۔ (۲۷-۲۸) ضروری
اعلان متعلق کشمیر نمبر۱ و نمبر۲۔ (۲۹) ورتمان کے بعد
مسلمانوں کا اہم فرض۔ (۳۰-۳۴) کمیونزم اور ڈیموکریسی
(۳۵) قیامِ پاکستان اور ہماری ذمہ داریاں۔
(۳۶) میمورنڈم (ریڈ کلف)۔ (۳۷) کشمیری لیڈر مسٹر
عبداللہ کی گرفتاری پر اہلِ کشمیر کا فرض۔ (۳۸) معاہدہ ترکیہ
اور مسلمانوں کا آئندہ رویہ (۳۹) مسلمانانِ ہند کے
امتحان کا وقت۔ (۴۰) حضرت امام جماعت احمدیہ کا
مکتوب مسئلہ ذبیحہ گائے کے متعلق۔ (۴۱) ہندو مسلم
فسادات اور اُن کا علاج اور مسلمانوں کا آئندہ طریقِ
عمل۔ (۴۲) ہندوستان کے موجودہ سیاسی مسئلہ کا حل۔
(۴۳) سائمن کمشن کی رُوح۔ (۴۴) مسلمانوں کے حقوق
اور نہرو رپورٹ۔

حضور کی تصنیف "ہندوستان کے موجودہ سیاسی
مسئلہ کا حل" کے متعلق بعض افراد کے تبصرے درج
ذیل ہیں :۔

۱۔ علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال فرماتے ہیں :۔

"تبصرہ کے چند مقامات کا مَیں نے
مطالعہ کیا ہے نہایت عمدہ ہے۔"

۲۔ سیٹھ عبداللہ ہارون ایم۔اے۔ایل ایل۔بی لکھتے ہیں :۔

"میری رائے میں سیاسیات کے باب
میں جس قدر کتابیں ہندوستان میں
لکھی گئی ہیں ان میں کتاب ہندوستان
کے سیاسی مسئلہ کا حل بہترین تصانیف
میں سے ہے۔"

۳۔ سر ہیون رومر لکھتے ہیں :۔

"اس چھوٹی سی کتاب کے ارسال
کے لئے جس میں مسئلہ ہند کے حل کیلئے
امام جماعت احمدیہ کی تجاویز مندرج
ہیں، مَیں تہہ دل سے آپ کا شکریہ ادا
کرتا ہوں۔ سائمن کمشن پر بھی یہی ایک مفصل
تنقید ہے۔ جو میری نظر سے گزری ہے۔
مَیں ان تفصیلات کے متعلق کچھ عرض نہ

کروں گا جن کے متعلق اختلاف رائے ایک لازمی امر ہے۔ لیکن میں اس اخلاص مقبولیت اور وضاحت کی داد دیتا ہوں جس سے ہز ہولی نس (امام جماعت احمدیہ) نے آپ کی جماعت کے خیالات کا اظہار کیا ہے اور ہز ہولی نس کے نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا کے اس امر کے متعلق بلند خیال سے بہت متاثر ہوا ہوں۔"

۴۔ سید حبیب احمد ایڈیٹر روزنامہ سیاست لکھتے ہیں:۔

"مذہبی اختلافات کی بات چھوڑ کر دیکھیں تو جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد نے میدانِ تصنیف و تالیف میں جو کام کیا ہے وہ بلحاظ ضخامت و افادہ ہر تعریف کا مستحق ہے اور سیاسیات میں اپنی جماعت کو عام کے پہلو بہ پہلو لانے میں آپ نے جس اصول اور عمل کی ابتداء کی ہے اس کو اپنی قیادت میں کامیاب بنایا ہے وہ بھی ہر منصف مزاج مسلمان اور حق شناس انسان سے خراجِ تحسین وصول کر کے رہتا ہے۔ آپ کی سیاسی فراست کا ایک زمانہ قائل ہے اور نہرو رپورٹ کے خلاف مسلمانوں کو مجتمع کرنے میں سائمن کمشن کے روبرو مسلمانوں کا نقطۂ نگاہ پیش کرنے میں مسائل حاضرہ پر اسلامی نقطۂ نگاہ سے مدلل بحث کر کے اور کے حقوق کے متعلق مدلل استدلال سے یہ کتابیں شائع کرنے کی صورت میں آپ نے بہت ہی قابلِ قدر تعریف کا کام کیا ہے۔" (سیاست ۲ دسمبر ۱۹۳۰ء)

۵۔ مولانا محمد علی صاحب جوہر لکھتے ہیں:۔

"ناشکری ہوگی اگر جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد اور اُن کی منظم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں جنہوں نے بلا اختلافِ عقیدہ تمام کی بہبودی کے لئے اپنی خدمات وقف کر دی ہیں۔ یہ حضرات اس وقت اگر ایک جانب مسلمانوں کی تنظیم اور تجارت میں بھی انتہائی جدّوجہد سے منہمک ہیں اور وہ وقت دُور نہیں جبکہ کے اس منظّم فرقہ کا طرزِ عمل سوادِ اعظم اسلام کے بالعموم اور اُن اشخاص کے لئے بالخصوص جو بسم اللہ کے بلند بانگ و در باطن ہیچ دعاوی کے خوگر ہیں مشعلِ راہ ثابت ہوں۔"

(اخبار ہمدرد دہلی ۲۶ دسمبر ۱۹۲۷ء)

ایک دفعہ حضرت مصلح موعود نے خود فرمایا:۔

"سر فضل حسین صاحب نے مجھے کہلا بھیجا کہ آپ سیاسیات میں کیوں دخل نہیں دیتے۔ مولوی فضل الحق صاحب سابق وزیر اعظم بنگال اور عبداللہ سہروردی صاحب نے کہا کہ ہم آپ کے سیاسی مرید

ہیں اور ڈاکٹر محمود صاحب نے میرے ایک سیاسی رسالہ کا ذکر کر کے کہا کہ میں اسے ہر وقت جیب میں رکھتا ہوں ۔ غرض اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیاسی امور میں بھی ہمیشہ میرا مشورہ ٹھیک ثابت ہوا ۔

جب دہلی کی خلافت کانفرنس ہوئی تو مجھے بھی اُس میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی۔ مَیں نے ایک رسالہ لکھ کر تقسیم کرانے کے لئے بھیج دیا اور اس میں بعض مشورے اس تحریک کی کامیابی کے لئے دیئے ۔ مگر اُس وقت کے کارپردازوں نے اُن پر توجہ نہ کی اور عمل کرنے سے انکار کر دیا ۔ مگر وفات سے کچھ عرصہ قبل مولانا شوکت علی صاحب مجھ سے ملے تو انہوں نے بتایا کہ فلاں فلاں وجہ سے ہماری تحریک فیل ہو گئی ہے ۔ مَیں نے کہا کہ مَیں نے فلاں فلاں مشورہ آپ لوگوں کو دیا تھا اگر آپ اُن پر عمل کرتے تو آج ناکامی کا مُنہ نہ دیکھنا پڑتا ۔ انہوں نے افسوس کے ساتھ اِس بات کا اظہار کیا کہ مجھے آپ کا وہ رسالہ نہیں ملا ۔ سو اللہ تعالیٰ نے سیاسیات میں بھی مجھے راہنمائی کی توفیق دی ۔" (تقریر لدھیانہ ۲۳ مارچ ۱۹۴۴ء)

خاکسار نے صرف چند علوم کا ذکر بطور نمونہ کیا ہے ورنہ دنیا کا کوئی بھی ایسا علم نہیں جس پر حضور نے بحث نہ کی ہو۔ آپ کو علم تفسیر وحدیث اور فنِ تقریر میں بھی کمال حاصل تھا کہ اپنے تو اپنے اشد ترین مخالفین بھی داد دیئے بغیر نہ رہ سکے ۔ مولانا ظفر علی خاں ایڈیٹر زمیندار کو بھی ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے اعتراف کرنا پڑا :۔

"کان کھول کر سُن لو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے ۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے اور قرآن کا علم ۔ تمہارے پاس کیا دھرا ہے ..... تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا ۔ مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن مَن دھن اُس کے ایک اشارے پر اس کے پاؤں پر نچھاور کرنے کو تیار ہے ۔ مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں ، مختلف علوم کے ماہر ہیں اور دُنیا کے ہر ملک میں اُس نے جھنڈے گاڑ رکھے ہیں ۔"

(ایک خوفناک سازش ص ۱۹۶)

حضرت مصلح موعود ۱۹۳۲ء میں خود فرماتے ہیں :۔

"دنیا کا کوئی علم ایسا نہیں جس کے اصول کو مَیں نہ سمجھتا ہوں بغیر اسکے کہ مَیں نے ان علوم کی کتابیں پڑھی ہوں مجھے خدا نے ان کے متعلق علم دیا ہے ۔ اور چونکہ مَیں قرآن کے ماتحت ان علوم کو دیکھتا ہوں اس لئے ہمیشہ صحیح نتیجہ پر پہنچتا ہوں اور کبھی ایک دفعہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے اپنی رائے تبدیل نہیں کرنا پڑی ۔"

ھدیۂ تشکّر

(اپنے آقا و مولا کی بارگاہ سے "دستارِ مبارک" کا تحفہ عطا ہونے پر)

محترم ثاقب زیروی صاحب کو حضور ایدہ اللہ نے اپنی دستارِ مبارک کا تحفہ عطا فرمایا۔ اس پر محترم ثاقب صاحب نے ہدیۂ تشکّر کے طور پر نظم کہی وہ میرے ہاتھ لگ گئی اور ادارہ خالد کے اصرار پر انہیں دے دی گئی۔ امید ہے ثاقب صاحب اس جائز "شرارت" پر ناراض نہیں ہوں گے۔ (مرزا فرید احمد)

مرکزِ جُود و سخا ابرِ گہر بار بھی ہے
تُو میرے واسطے اِک دولتِ بیدار بھی ہے

جب بھی ہوتی ہے تری مجھ پہ عنایت کی نظر
دِل یہ کہتا ہے کہ تُو اس کا سزاوار بھی ہے؟

دے دیا ہاتھ ترے ہاتھوں میں جب سے مَیں نے
ایسا لگتا ہے کوئی میرا نگہدار بھی ہے

لوگ کہتے تو ہیں پر اُن کو یہ معلوم کہاں
مرحلہ عشق کا آسان بھی دُشوار بھی ہے

میرے سانسوں میں بسی رہتی ہے تیری خُوشبو
میرے شعروں میں تری باتوں کی مہکار بھی ہے

جُراتیں تُو نے ہی بخشی ہیں قلم کو میرے
میرا سرمایہ تری دولتِ افکار بھی ہے

تیرا ہر حکم مرے واسطے پیغامِ حیات
تُو مربّی بھی ہے محسن بھی ہے غمخوار بھی ہے

اپنی خوش بختی پہ خود رشک نہ کیوں آئے مجھے
میرے سر پہ تیرا سایہ، تیری دستار بھی ہے

دِل کہ مسرور بہت رہتا ہے قُربت میں تری
اپنے آقا کی دُعاؤں کا طلبگار بھی ہے

ہے مرے واسطے اِس دَر کی غلامی کافی
خوش ہے ثاقب کہ ترا ادنیٰ رضاکار بھی ہے

(ثاقب زیروی)

جماعت احمدیہ کا نواسی ۸۹ واں جلسہ سالانہ
اور
ملکی اخبارات

ذیل میں اُن اخبارات کے تراشے قارئین خالد کی نظر ہیں جنہوں نے جماعت احمدیہ کے نواسی ویں سہ روزہ سالانہ جلسہ کی خبروں کو اپنے صفحات کی زینت بنایا ــــــ (ادارہ)

(۱) روزنامہ جنگ لاہور

(۱) ۲۷ر دسمبر ۱۹۸۱ء کی اشاعت میں اخبار نے صد ۲ پر ایک خوبصورت سہ کالمی (کالم نمبر ۴، ۵، ۶) تصویر میں حضرت اقدس امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو جلسہ کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے دکھایا گیا ہے۔ علاوہ ازیں مندرجہ ذیل نوٹ بھی دیا ہے۔

"جماعت احمدیہ کا سہ روزہ
سالانہ جلسہ شروع ہوگیا

ربوہ ۲۶ر دسمبر (پ ر) ہمیں کسی ازم اور عقیدہ کی ضرورت نہیں۔ دُنیا کو چاہیئے کہ وہ آسمانی کتاب سے اپنے سینوں کو منور کریں اور اس کی پیروی کرکے دین و دُنیا کی فلاح حاصل کریں۔ یہ اعلان جماعت احمدیہ کے حضرت مرزا ناصر احمد نے آج یہاں جماعت کے نواسی ویں عالمگیر سالانہ جلسہ میں اپنی افتتاحی تقریر میں کیا۔ انہوں نے آسمانی کتاب کی عظمت اور برکتوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح ہمارے اسلاف نے اپنے اندر ایک عظیم الشان روحانی انقلاب پیدا کیا اور وہ آسمانی روحانیت کے درخشندہ ستارے اور روشنی اور نور کے مینار بن گئے۔

انہوں نے کہا ہماری جماعت کا یہ فرض ہے کہ وہ بنی نوع انسان سے محبت کریں اور دُکھ سہہ کر بھی سُکھ دیں

اور گالیاں سُن کر بھی دُعائیں دیں۔ انہوں نے کہا کہ ہماری کسی کے ساتھ لڑائی نہیں اور نہ ہم کسی کے دشمن ہیں۔ ان کے بھی نہیں جو غلط فہمی سے اپنے آپ کو ہمارا دشمن خیال کرتے ہیں۔ ہم اُن کے بھی خیر خواہ ہیں۔

جماعت احمدیہ کے اِس سہ روزہ سالانہ جلسہ کے پہلے اجلاس میں پاکستان بھر کے ڈیڑھ لاکھ سے زائد افراد کے علاوہ بیرونی ممالک کے تیس سے زائد وفود شرکت کر رہے ہیں۔ ان میں امریکہ۔ کینیڈا۔ انگلستان۔ انڈونیشیا۔ جرمنی۔ اُردن اور گھانا اور کئی دوسرے افریقی ممالک شامل ہیں۔

آج کے اجلاس میں جن دوسرے مقررین نے تقاریر کیں ان میں مغربی جرمنی میں گھانا کے سفیر جناب ای۔ ایم یعقوب اور اردن کے نمائندہ جناب طٰہٰ القرق شامل ہیں۔ جلسہ تین دن تک جاری رہے گا۔ کل کے پہلے اجلاس میں عالمی عدالت کے سابق صدر اور سابق وزیر خارجہ پاکستان چوہدری محمد ظفر اللہ خان بھی تقریر کریں گے۔ مستورات کے لئے الگ جلسہ کا انتظام ہے جس میں پچاس ہزار سے زائد خواتین شرکت کر رہی ہیں۔"

(ب) ۲۸ دسمبر کی اشاعت میں صفحہ کے کالم ۱ پر حضور ایدہ اللہ کی دلکش تصویر کے ساتھ لکھا:۔

"مغربی دُنیا کو علمی میدان میں بھی شکست دی جائے" مرزا ناصر احمد

ربوہ ۲۷ دسمبر (پ ر) مغربی دُنیا علمی میدان میں بہت آگے نکل چکی ہے اسلام کی برتری اور بالا دستی ثابت کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم مغربی دُنیا کو علمی میدان میں بھی شکست دیں اور قرآنی تعلیمات کے نور سے منوّر کر کے اُن کی زندگی کے مشکل مسائل کو حل کریں۔ ان خیالات کا اظہار آج جماعت احمدیہ کے رہنما مرزا ناصر احمد نے اپنی تقریر میں کیا۔ وہ اپنی جماعت کے سالانہ جلسہ کے دوسرے روز حاضرین سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے نئی نسل پر زور دیا کہ وہ دُنیوی علوم کے حصول کے لئے بھی پوری محنت اور جدّوجہد سے کام لیں۔ سالِ رواں میں اپنی جماعت کی عام مساعی کا تذکرہ کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ سپین میں جس عبادت گاہ کا سنگِ بنیاد انہوں نے گزشتہ سال رکھا تھا وہ اب مکمّل ہو چکی ہے اور عنقریب اس کا باقاعدہ افتتاح ہو جائے گا۔ آج کے اجلاس میں عالمی عدالت کے سابق صدر چودھری محمد ظفر اللہ خان نے بھی خطاب

رکیا۔ اُنہوں نے نوجوان نسل پر زور دیا کہ وہ اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حق و صداقت کے لئے اپنی صلاحیتوں کو بڑھائیں اور مُلک و ملّت کی ترقی و استحکام کے لئے طاقتیں خرچ کریں۔ جلسہ کل بھی جاری رہے گا"۔

(ج) حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دلنشین شبیہ مبارک اخبار اپنے ۳۰ر دسمبر کے پرچہ کی زینت بناتے ہوئے صٓ پر لکھتا ہے:-

"اللہ تعالیٰ کی ہستی ہر چیز میں نمایاں ہے"

مرزا ناصر احمد

ربوہ ۲۹ر دسمبر (نامہ نگار) جماعتِ احمدیہ کے رہنما حافظ مرزا ناصر احمد نے کہا کہ قرآن حکیم ایک مکمل اور جامع کتاب ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی صفات کو اجاگر کرکے بنی نوع انسان کو راہنمائی حاصل ہوئی ہے۔ مرزا ناصر احمد نے ان خیالات کا اظہار گزشتہ روز یہاں اپنی جماعت کے سالانہ جلسہ کے تیسرے روز کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جس نے کوئی بھی چیز بے مقصد پیدا نہیں کی اور کائنات کے ذرّے ذرّے میں اُس کی قدرت اور کمال دکھائی دیتا ہے انہوں نے نوجوانوں خصوصاً طلبہ پر زور دیا کہ وہ قرآن حکیم کی تلاوت پوری توجہ اور انہماک سے کریں تاکہ اس طرح انہیں حقیقی توحید کا علم حاصل ہو سکے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ازل سے ابد تک قائم رہنے والی ہے اور یہ ایسی ہستی ہے جو اپنے بندوں کی فریاد اور دُعا کو ضرور سُنتی ہے اور کبھی کسی کو مایوس نہیں لوٹاتی۔ اُنہوں نے کہا کہ اس ہستی کی ذات پر بھروسہ کرنے والا ہمیشہ کامیاب ہوگا۔ اس موقع پر اُنہوں نے پاکستان میں مقیم افغان مہاجرین کے مصائب کے ازالے اور مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے لئے بھی دُعا کی"۔

(۲) روزنامہ مشرق لاہور

(ا) "جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ"

ربوہ، ۲۶ر دسمبر۔ قرآنِ کریم کی موجودگی میں ہمیں کسی ازم اور عقیدہ کی ضرورت نہیں دنیا کو چاہیئے کہ وہ قرآنی انوار سے اپنے سینوں کو منور کریں اور اس کی پیروی کرکے دین و دنیا کی فلاح و بہبود حاصل کریں۔ یہ اعلان جماعت احمدیہ کے امام مرزا ناصر احمد نے آج یہاں جماعت کے نواسیؔ ویں سالانہ جلسہ میں اپنی افتتاحی

تقریر میں کیا۔ اُنہوں نے قرآنی علوم کی عظمت اور برکتوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح صحابہ کرامؓ نے اپنے اندر ایک عظیم الشان رُوحانی انقلاب پیدا کیا اور وہ آسمانِ روحانیت کے درخشاں ستارے اور روشنی کے مینار بن گئے۔"

(۲۷ دسمبر ۱۹۸۱ء صٹ - کالم ۵)

(ب) "بدھ ۳۰ دسمبر ۱۹۸۱ء

جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ ختم ہوگیا

ربوہ، ۲۹ دسمبر۔ ربوہ میں جماعت احمدیہ کا سالانہ اجلاس ختم ہوگیا جس میں دنیا کے ۳۴ ممالک سے احمدیوں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ آخری اجلاس سے جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد کے علاوہ سابق وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ خاں مرزا طاہر احمد، عبدالمالک خاں اور ایم ایم احمد نے بھی خطاب کیا۔

(۳) روزنامہ مغربی پاکستان لاہور

"قرآن کریم کی موجودگی میں کسی ازم کی ضرورت نہیں، مرزا ناصر احمد

ربوہ۔ ۲۶ دسمبر (اپ ر) قرآن کریم کی موجودگی میں ہمیں کسی ازم اور عقیدہ کی ضرورت نہیں۔ دُنیا کو چاہیئے کہ وہ قرآنی انوار سے اپنے سینوں کو منور کریں اور اس کی پیروی کر کے دین و دنیا کی فلاح حاصل کریں۔ یہ اعلان جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد نے آج یہاں جماعت کے نواسیٰ ۸۹ ویں عالمگیر سالانہ جلسہ میں اپنی افتتاحی تقریر میں کیا۔ انہوں نے قرآنی علوم کی عظمت اور برکتوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ صحابہ کرامؓ نے اپنے اندر ایک عظیم الشان رُوحانی انقلاب پیدا کیا اور وہ آسمانِ رُوحانیت کے درخشندہ ستارے اور روشنی اور نور کے مینار بن گئے۔ اُنہوں نے لوگوں کے دل جیتے اور جن کے دل جیتے اُنہیں بھی قرآنی نور سے منوّر کر کے دُنیا کا معلّم بنا دیا۔"

(۲۷ دسمبر ۱۹۸۱ء صفحہ آخر کالم ۳)

(۴) روزنامہ وفاق لاہور

"ہماری کسی کے ساتھ لڑائی نہیں ——— مرزا ناصر احمد

ربوہ ۲۶ دسمبر (اپ ر) قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد نے کہا ہے کہ قرآن کریم کی موجودگی میں ہمیں کسی ازم اور عقیدہ کی ضرورت نہیں ہے۔ دُنیا کو چاہیئے کہ وہ قرآنی انوار سے اپنے سینوں کو منوّر کریں اور اسکی

پیروی کر کے دین و دنیا کی فلاح حاصل کریں۔ مرزا ناصر احمد نے آج جماعت کے ۸۹ ویں عالمگیر سالانہ جلسہ میں اپنی افتتاحی تقریر میں کہا۔ انہوں نے قرآنی علوم اور اس کی عظمت و برکت کا ذکر کیا۔ انہوں نے اپنی جماعت کے افراد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ انہیں انسانیت کی فلاح اور نجات کے لئے قرآن کریم کے انوار کو ہمیشہ دنیا میں پھیلانے کے لئے کوشاں رہنا چاہیئے اور اس عظیم روحانی اور اخلاقی انقلاب کے قیام کے لئے جس کا تصور قرآن کریم نے پیش کیا ہے اپنے آپ کو وقف رکھنا چاہیئے۔ انہوں نے کہا ہماری جماعت کا یہ فرض ہے کہ وہ بنی نوع انسان سے محبت کرے۔ انہوں نے کہا ہماری کسی کے ساتھ لڑائی نہیں اور نہ ہم کسی کے دشمن ہیں۔ قادیانی جماعت کے اس سہ روزہ جلسہ کے پہلے اجلاس میں پاکستان بھر کے ڈیڑھ لاکھ سے زائد افراد کے علاوہ بیرونی ممالک کے ۳۰ سے زائد وفود شرکت کر رہے ہیں۔ ان میں امریکہ، کینیڈا، برطانیہ، انڈونیشیا، جرمنی، اردن، گھانا اور کئی دوسرے افریقی ممالک شامل ہیں۔"

(۲۷ دسمبر، صفحہ آخر۔ کالم ۲)

آخری نصیحت!

حضرت مصلح موعود کی جماعت کو آخری نصیحت:۔

"اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو اور آپ کے قدم کو ڈگمگانے سے محفوظ رکھے۔ سلسلہ کا جھنڈا نیچا نہ ہو۔ اسلام کی آواز پست نہ ہو۔ خدا کا نام ماند نہ پڑے۔ قرآن سیکھو اور حدیث سیکھو اور دوسروں کو سکھاؤ اور خود عمل کرو اور دوسروں سے عمل کرواؤ۔ زندگیاں وقف کرنیوالے تم میں ہمیشہ ہوتے رہیں ... خلافت زندہ رہے اور اس کے گرد جان دینے کیلئے ہر مومن آمادہ کھڑا ہو۔ صداقت تمہارا زیور، امانت تمہارا حسن اور تقویٰ تمہارا لباس ہو۔ خدا تمہارا ہو اور تم اس کے ہو۔ آمین

(الفضل ۱۱ر نومبر ۱۹۶۵ء)

"مہماں جو کر کے اُلفت آئے بصد محبّت"

ادارہ "خالد" نے اس مرتبہ جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والے غیر ملکی احباب سے اُن کے تعارف اور تاثرات پر مشتمل انٹرویوز لیئے جن کا ترجمہ ہدیۂ قارئین ہے ادارہ اس سلسلے میں مکرم حبیب الرحمان صاحب زیروی کا ممنون ہے کہ انہوں نے ان احباب سے رابطہ قائم کرنے میں مدد دی۔ نیز مکرم بشیر احمد خان صاحب نے ان انٹرویوز کا اُردو ترجمہ کیا جس کے لئے ادارہ اُن کا بھی شکر گزار ہے۔ جزاہم اللہ تعالیٰ۔

انٹرویو ——— محمود احمد صاحب اشرف

مظفر احمد صاحب ظفر

۱۹۳۶ء میں امریکہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ۱۹۵۲ء میں احمدیت قبول کی انہوں نے بتایا کہ احمدیت کا حضرت مسیح علیہ السلام سے متعلق عقیدہ اور ان کی عالمی اخوت سے متاثر ہو کر وہ شامل احمدیت ہوئے۔ قبول احمدیت کے بعد انہوں نے خدا تعالےٰ سے ایک زندہ تعلق پایا اور بہت سی کمزوریوں سے نجات حاصل کی۔

مظفر صاحب گزشتہ آٹھ سالوں سے جلسہ میں حاضری دے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جلسہ میرے لئے ایک روحانی اہمیت کا حامل ہے۔ نیز اس کے انتظام کو انہوں نے بہت عمدہ پایا۔

حضور ایدہ اللہ سے ملاقات کے تاثرات دیتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ آپ آج اس سرزمین پر اللہ کے نمائندہ ہیں۔ آپ نے جو شفقت و محبت مجھ سے اور میرے خاندان سے فرمائی ہے وہ میرے فہم و ادراک سے باہر ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور کے علاوہ کوئی دوسرا انسان ایسا مشفق نہیں ہو سکتا۔

قادیان کی زیارت بھی سات مرتبہ کر چکے ہیں۔ قادیان سے انہیں عشق ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیان کے لوگ بہت محبت کرنے والے اور متقی ہیں۔

تمام احمدیوں کو انہوں نے یہ پیغام دیا کہ وہ

خلافت کے جھنڈے تلے رہتے ہوئے سچے اور اچھے احمدی بننے کے لئے کوشاں رہیں۔

Mr. E. M. YAKUBU گھانا سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مغربی جرمنی میں گھانا کے سفیر بھی ہیں۔ آپ نے ۱۹۴۳ء میں اسلام قبول کیا جس کے بعد وہ احمدی ہوئے۔

جلسہ سالانہ میں پہلی مرتبہ شریک ہوئے جسے انہوں نے بے حد منظم پایا۔ اُنہوں نے کہا کہ یہاں مجھے دینی جذبہ سے سرشار ایک ایسی جماعت ملی جسے دیکھ کر بہت روحانی سکون حاصل ہوتا ہے۔ پاکستان کے احمدی بھائیوں کے بارہ میں انہوں نے کہا کہ میں ان کے محبت و خلوص کے تاثر کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ اُنہوں نے تجویز پیش کی کہ جلسہ کی تقاریر کے تراجم بھی ریکارڈ ہونے چاہئیں تاکہ غیر حاضر لوگ بھی استفادہ کر سکیں۔

تمام احمدیوں کے لئے اُنہوں نے پیغام دیتے ہوئے کہا کہ اگر ہم دین پر قائم رہے تو کامیابی ہماری ہے۔

مکرم جلال الدّین صاحب آئرلینڈ کے رہنے والے ہیں۔ آپ ۱۹۵۰ء میں پیدا ہوئے۔ قبولِ اسلام سے پہلے آپ آئرلینڈ کے مشہور موسیقار تھے۔ آپ کا مذہب عیسائیت تھا۔ عیسائیت سے مطمئن نہ ہونے کے باعث انہیں بُدھ مت اور ہندو دھرم میں بھی دلچسپی تھی اور اسی سلسلے میں اُنہوں نے ہندوستان کے دو سفر بھی کئے تاہم انہیں ان میں سے کوئی مذہب بھی مطمئن نہ کر سکا۔ اُن کا کہنا ہے کہ میں نے ان تمام کو معقولیت سے تہی دست پایا۔ جب ہر جانب سے مایوس ہو گئے تو پھر اپنی موسیقی کی دُنیا میں پناہ لی مگر روحانی بے چینی ہر لحظہ محسوس کرتے رہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا کی اور صداقت کے طالب ہوئے تو کچھ ہی دیر بعد اُن کا دل اسلام کی طرف مائل ہو گیا۔ پھر حالات انہیں ڈنمارک لے گئے جہاں احمدیہ مشن سے انہیں احمدیّت پر کتب حاصل ہو گئیں۔ بفضلِ خدا ۱۹۷۸ء میں آپ احمدیّت کی آغوش میں آ گئے۔

قبولِ احمدیّت کے بعد اُن کا کہنا ہے کہ مجھے ایک مقصدِ حیات اور ایک واضح راستہ مل چکا ہے۔ الحمد للہ۔

جلسہ سالانہ پر پہلی مرتبہ تشریف لائے اور اسے بہت پُر جوش اور ولولہ انگیز پایا۔ نظامِ جلسہ کے لئے کوئی تجویز دینے کے سوال پر انہوں نے کہا کہ یہ تنقید سے بالا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے بارہ میں اُنہوں نے اپنی ملاقات کا تاثر دیتے ہوئے کہا کہ حضور بہت مہربان اور ذہین شخصیت ہیں۔

مکرم الحاج یوسف شریف سیرالیون میں ایک تاجر ہیں۔ آپ نے ۱۹۴۰ء میں اسلام قبول کیا۔ انہوں نے کہا کہ زندہ خدا کی زندہ ہستی کو پا کر اُن کا دل بہت مطمئن اور مسرور رہے۔

جلسہ سالانہ میں پہلی مرتبہ شریک ہوئے اور اسے بہت عمدہ پایا۔ حضور سے ملاقات پر بہت خوش تھے۔

قادیان کی زیارت بھی کی ہے اور وہاں کے لوگوں کو انہوں نے بہت مشفق، پُرخلوص اور بہت پُرسکون پایا۔ تمام احمدیوں سے اُنہوں نے درخواست کی ہے کہ وہ دُعا کریں کہ سیرالیون میں احمدیت کی ترقی تیز تر ہو جائے۔

Mr. TAMIM MAITAH اُردن کے باشندے ہیں اور وہاں محکمہ ٹیلی فون میں اعلیٰ افسر ہیں۔ آپ کے والد نے احمدیت قبول کی اس لئے آپ بفضلِ خدا پیدائشی احمدی ہیں جلسہ سالانہ میں پہلی مرتبہ شریک ہوئے اور اسے بہت منظم پایا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو اُنہوں نے بہت شاندار کہا۔ اسی طرح پاکستان کے احمدیوں کے لئے بھی اچھے جذبات کا اظہار کیا۔

قادیان کے احمدیوں کے بارہ میں اُنہوں نے کہا کہ وہ غیر مسلموں میں گھرے ہوئے بہت اچھی طبیعت کے مالک اور قوتِ ایمانی سے مالا مال ہیں۔

مصطفیٰ ثابت کینیڈا سے تشریف لائے۔ آپ ۱۹۳۶ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۵۶ء میں مصر میں احمدیت قبول کی۔ اُنہوں نے کہا کہ قبولِ اسلام کے بعد مجھے محبت و خشیتِ الٰہی ملی۔

جلسہ سالانہ پر بفضلِ تعالیٰ ساتویں مرتبہ حاضری دے رہے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ جلسہ کا انتظام سال بسال زیادہ بہتر ہوتا جا رہا ہے۔ آپ نے تجویز پیش کی کہ جلسہ کی تمام تقاریر چھپنی چاہئیں اور تراجم ممالکِ غیر میں جانے چاہئیں۔

قادیان کے بارہ میں کہا کہ اُس کی یاد ہمیشہ ہمارے دلوں میں بسی ہوئی ہے۔ وہاں کے احمدی زمین پر چلتے پھرتے فرشتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اُن پر فضل فرمائے۔

تمام احمدیوں کے لئے مصطفیٰ صاحب نے یہ پیغام دیا کہ ہمیں زندگی کے ہر پہلو میں رضائے الٰہی کا متمنی ہونا چاہیئے اور ہر وقت دُعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر خدمات کو قبول فرمائے اور حضور کو لمبی باصحت عمر عطا فرمائے۔

مکرم سلیم شفیق سوکیہ ماریشس کے رہنے والے ہیں۔ آپ نے ۱۹۶۱ء میں احمدیت قبول کی جلسہ سالانہ پر پہلی مرتبہ تشریف لائے اور اس کے متعلق کہا کہ یہ ہمارے اندر رُوحانیت کو بیدار کرتا ہے۔ ربوہ کے احمدی بہت مخلص، منظم اور احمدیت کے فدائی ہیں۔ آپ نے کہا کہ ہم سب آپ سب سے بہت محبت کرتے ہیں اور ہم سب یہ عہد کرتے ہیں کہ کبھی لوائے احمدیت کو سرنگوں نہ ہونے دیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

قادیان کی ایک مرتبہ زیارت کر چکے ہیں۔ اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے سلیم صاحب نے کہا۔ کہ ہندوستان میں قادیان بہترین شہر ہے جس کا کسی دوسرے شہر سے مقابلہ نہیں۔ مَیں نے قادیان کے احباب سے بڑھ کر مشفق اور پُرامن لوگ کبھی نہیں دیکھے۔ وہاں اسلامی اخوت کا شاندار منظر دیکھنے میں آتا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ قادیان اور ربوہ کے لوگوں کو دیکھ کر

دل یہ چاہتا ہے کہ انسان اپنا تمام دنیوی مال و دولت چھوڑ کر اس رُوحانی خطّہ میں آبسے۔

مکرم حسن اے میاں محمدؐ

جنوبی افریقہ سے پہلی مرتبہ ارض ربوہ تشریف لائے۔ آپ پیدائشی مسلمان ہیں۔

اہالیانِ ربوہ نے جس گرمجوشی اور محبّت سے اُن کا استقبال کیا وہ اُس سے بہت متاثر تھے۔ اُنہوں نے کہا کہ ربوہ کے لوگ بہت پُر خلوص اور خوش گفتار ہیں۔ اُنہوں نے درخواست کی ہے کہ دُعا فرمائیں کہ مَیں جلد از جلد اُردو سیکھ لوں تاکہ حضرت اقدس کی کتب خود پڑھ سکوں۔ اپنی جماعت کی طرف سے تمام احمدیوں کو سلام دیا ہے۔ اُنہوں نے زور دیا کہ ربوہ میں نالیوں وغیرہ کی صفائی کا انتظام مزید بہتر ہونا چاہیئے۔

قادیان میں قیام کے دَوران اُنہوں نے بہت لُطف اُٹھایا اور وہاں کے ماحول کو بے حد پاکیزہ پایا۔ وہاں اُنہیں بیت الدعا اور بیت الذکر میں دُعائیں کرنے کا موقعہ بھی ملا۔

مکرم زین العابدین

ملائیشیا سے تشریف لائے۔ آپ نے ۱۹۶۵ء میں احمدیت قبول کی۔ اسلام کا زندہ خدا، اسلامی اخوّت اور مساوات وہ بنیادی تعلیمات تھیں جن سے یہ اسلام کی طرف راغب ہوئے۔ آپ شعبۂ تعلیم سے منسلک ہیں اور آجکل ایک کالج کے پرنسپل ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ قبولِ اسلام کے بعد مجھے قلبی اطمینان اور باطنی پاکیزگی میسّر آئی۔

نظامِ جلسہ کو سراہتے ہوئے اُنہوں نے کہا کہ تقاریر کا ترجمہ بھی ریکارڈ کرنا چاہیئے تاکہ دوسرے بھی اس سے مستفید ہو سکیں۔

قادیان کے بارہ میں کہا کہ اگرچہ یہ چھوٹا سا شہر ہے اور یہاں دنیوی آسائشیں بھی کم ہیں مگر ایمان کی گہرائی اور قلب کا سکون یہاں ہی میسّر ہے۔ ہر کوئی دوستانہ رنگ میں انکسار کے ساتھ ملتا ہے۔ قادیان ایک نہایت مقدس مقام ہے۔ زین العابدین صاحب نے کہا کہ قادیان کے لوگ ربوہ کے احمدیوں کی نسبت زیادہ دوستانہ رنگ میں پیش آتے ہیں۔

الحاج امین اللہ احمد

۱۹۳۷ء میں امریکہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ۱۹۶۵ء میں احمدیت قبول کی۔ خدائے بزرگ و برتر کی تلاش اُنہیں احمدیت کی طرف لے آئی۔ اُن کا کہنا ہے کہ یہاں مجھے خدا اور ایک خدا پرست جماعت مل گئی۔ الحمد للہ۔ اُنہوں نے کہا کہ قبولِ اسلام کے بعد مجھے زندگی بسر کرنے کا واضح راستہ اور تعلق باللہ نصیب ہوا۔

جلسہ سالانہ پر پانچویں مرتبہ تشریف لائے۔ اُنہوں نے بتایا کہ جلسہ اُن کے ایمان میں تازگی کا موجب ہے۔ نیز یہ اجتماع اکنافِ عالم میں پھیلے ہوئے احمدیوں میں تعلق پیدا کرنے کا ایک عمدہ ذریعہ ہے۔ یہ اجتماع ہمارے اندر محبّت اور اخوّت کے جذبات پیدا کر کے ایک ایسے ماحول کا باعث بنتا ہے جہاں اطمینانِ قلب ہے اور ہر قسم کے خوف سے نجات ہے۔

نظامِ جلسہ کو انہوں نے نہایت اعلیٰ اور بابرکت کہا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے احمدیوں کے لئے اُن کے دل میں محبت کی گہرائی اور احترام ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے تاثرات بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میں جب بھی کبھی حضور سے ملا ہوں آپ کی عظمت اور جلال کا ایک عجیب رعب مجھ پر طاری ہوگیا اور میری زبان گفتگو سے قاصر ہوگئی۔ میری ہمیشہ یہ آرزو رہی ہے کہ میں زیادہ سے زیادہ وقت حضور کی معیت میں رہوں۔

قادیان کے بارہ میں انہوں نے تاثرات دیتے ہوئے کہا کہ اصحابِ قادیان مجھے ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین سَو تیرہ صحابہؓ کی یاد دلاتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود کے احکامات کے مطابق وہاں اُن کی خدمات بے نظیر ہیں۔

امین اللہ صاحب نے کہا کہ وہاں جا کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ آج تک فضاؤں میں حضرت اقدس کی صحبت اور آپ کی خوشبو بکھری پڑی ہے ؎

جاپان میں مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام

(مکرم مغفور احمد صاحب منیب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ جاپان)

مکرم عطاء المجیب صاحب راشد امیر و مبلغ انچارج جاپان نے یہ محسوس کرتے ہوئے کہ جاپان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی نوجوانوں کی تعداد اب اس قدر ہوگئی ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام عمل میں آجانا چاہیئے، مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کو جاپان میں خدام الاحمدیہ کے قیام کے بارہ میں تحریر کیا جس پر مکرم جناب محمود احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے منظوری آجانے پر ۱۴ ظہور (اگست ۱۹۸۱ء) بروز جمعۃ المبارک جاپان میں مجلس خدام الاحمدیہ قائم کردی گئی۔ محترم امیر صاحب نے تمام احباب جماعت کو اس کی اطلاع جمعہ کے بعد اعلان اور تحریری خط کے ذریعہ کردی۔ خاکسار (مغفور احمد منیب) کو خدام الاحمدیہ جاپان کے معتمد کے طور پر کام کرنے کے لئے کہا گیا اور مکرم مبشر احمد صاحب زاہد کو مجلس ٹوکیو کا قائد نامزد کیا گیا۔ ٹوکیو کی مجلس عاملہ کے ارکان اور خاکسار کے بطور معتمد مجلس خدام الاحمدیہ جاپان کام کرنے کی منظوری مرکز سے موصول ہوگئی ہے۔

۴ ر تبوک (ستمبر) بروز جمعہ خدام الاحمدیہ کا پہلا اجلاس زیر صدارت مکرم نائب صدر صاحب خدام الاحمدیہ (مبلغ انچارج جاپان) منعقد ہوا جس میں مجلس عاملہ کے ارکان نے شرکت کی۔ تلاوت اور عہد کے بعد خاکسار نے مجلس خدام الاحمدیہ کی غرض و غایت اور اہمیت مختصراً بیان کی۔ بعدہٗ مکرم قائد صاحب نے ضروری باتوں کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد مکرم عطاء المجیب صاحب راشد نے نہایت جامع و مانع خطاب فرمایا۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ قومیں ہمیشہ قلت سے کثرت اختیار کرتی ہیں۔ نیز آپ نے واضح کیا کہ اگر قوت ایمان اور اخلاق کی قوت موجود ہو تو قرآنی حکم کے مطابق قلت کثرت پر غالب آجاتی ہے۔ اسکے بعد آپ نے خدام الاحمدیہ کی مجلس عاملہ کے ارکان کو اُن ضروری ہدایات سے نوازا جو مجلس کے قیام کے موقع پر ضروری ہوتی ہیں۔

خدام الاحمدیہ جاپان (جس کا مرکز ناگویا میں ہے) کے تحت قائم ہونے والی پہلی مجلس ٹوکیو کی مجلس ہے جس کے پہلے قائد مکرم مبشر احمد صاحب زاہد ہیں اور آپ کے ساتھ مکرم میاں شاہد رضوان خان صاحب بطور معتمد کام کر رہے ہیں۔ دیگر عہدیداران میں مکرم سید رفیق شاہ صاحب، مکرم ملک رفیع احمد صاحب، مکرم زبیر النبی صاحب شامل ہیں۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جاپان میں مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کو بابرکت فرمائے اور اس مجلس کو حضور پُرنور سے دعائیں حاصل کرنے اور پوری لگن سے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ۔

عبید اللہ علیم سے ایک مُلاقات

انٹرویو ــــــ محمود احمد اشرف

جلسہ سالانہ کی گہما گہمی میں یہ معلوم ہوا کہ ملک کے مشہور و معروف شاعر عبید اللہ علیم بھی اُن لاکھوں مہمانوں میں شامل ہیں جو شمعِ خلافت کے طواف کے لیے ربوہ آئے ہیں۔ جب میرے دوست نعمان محمود نے مجھے اُن کی آمد کی خبر دی تو مَیں نے علیم صاحب سے "خالد" کے لیے ایک مختصر نشست کے لیے وقت حاصل کیا۔

جلسہ کے تین دن پلک جھپکتے گزر گئے۔ انتیس ۲۹ تاریخ کو رات ساڑھے آٹھ بجے مَیں جماعت احمدیہ کراچی کے تعمیر کردہ گیسٹ ہاؤس میں پہنچ گیا جہاں علیم صاحب قیام پذیر تھے۔ کمرہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ کمرہ چارپائیوں سے اور چارپائیاں احباب سے بھری پڑی ہیں۔

علیم صاحب سے پہلے کبھی ملاقات نہ ہوئی تھی تاہم موصوف کو پہچاننے میں دیر نہ لگی۔ ذہین اور متبسم آنکھوں کے ساتھ عبید اللہ علیم ایک دلکش اور منفرد شخصیت کے مالک ہیں۔ اُن کے ساتھ جماعت احمدیہ کراچی کے نائب امیر مکرم مرزا عبد الرحیم بیگ صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ دونوں حضرات سے بصد خلوص و محبت سلام ہوا۔

قارئینِ "خالد" کم از کم خالد کے حوالے سے اُن سے متعارف نہیں اس لئے مَیں نے سب سے پہلے علیم سے اُن کے حالاتِ زندگی جاننے کی خواہش کا اظہار کیا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ ۱۹۴۱ء میں بھوپال میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے شعر و ادب سے خاص لگاؤ تھا۔ ابتداء میں ایک مرتبہ اُنہوں نے ایک نظم روزنامہ "المصلح" میں بھجوائی تو ایڈیٹر صاحب نے اُس پر یوں تبصرہ کیا کہ اسے نظم نہیں یا نثر۔ علیم نے اسے بہت محسوس کیا مگر دُعا اور محنت سے کام لیا اور پھر رفتہ رفتہ ترقی کرتے گئے۔ ۱۹۵۹ء تک اُن کا کلام ملک کے سبھی بڑے بڑے ادبی رسائل میں شائع ہونے لگا۔ ۱۹۶۷ء میں بحیثیت پروڈیوسر وہ پاکستان ٹیلی وژن سے منسلک ہو گئے۔ ۱۹۷۵ء میں یہاں سے مستعفی ہو گئے۔ پہلا مجموعۂ کلام "چاند چہرہ، ستارہ آنکھیں" ۱۹۷۴ء میں شائع ہوا جس پر اُنہیں آدم جی ادبی انعام ملا۔ دوسرا مجموعہ "ویران سرائے کا دیا" اِن دنوں زیرِ ترتیب ہے۔ اب اُنہوں نے تہذیبیہ پبلیکیشنز کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا ہے جس میں وہ ادب اور علم الکلام پر کتب شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

بات یہاں تک پہنچی تو مَیں نے پوچھا عبید اللہ علیم شاعر کے علاوہ کیا ہیں؟ کہنے لگے مَیں شاعر ہونے کو ایک کیفیت تصور کرتا ہوں میری اصل سوانح

میری شاعری ہے۔ اس میں زندگی، اس کی کامرانیاں اور شکستیں بھی ہیں۔ کائنات اور انسان کے مسائل بھی ہیں اور خدائے بزرگ و برتر کی تلاش بھی ہے۔ یہ سب کچھ اپنے حوالے سے جاننے کی آرزو ہے۔ سو اس میں نفس کی بھول بھلیاں بھی ہیں۔ آگے بڑھنے اور جاننے کی تمنّا بھی ہے۔ میرا دوسرا مجموعۂ کلام اِنہی حالتوں کا عکاس ہوگا جن سے میری زندگی اب گزر رہی ہے۔ علیم نے پھر کہا کہ شاعر کی حقیقی سوانح اُس کی شاعری ہی ہوتی ہے۔

علیم سے بات کرتے ہوئے مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ مَیں ایک شاعر کے ہمراہ ہوں۔ میرے سادہ سے سوال کے جواب میں علیم کی بات گُل و بُلبل اور لب و رُخسار کے استعارات سے مزیّن اور خیال کی گہرائی اور معنوی وسعت سے پُر ہوتی۔ مرزا عبدالرحیم بیگ ہر بار مداخلت کی معذرت چاہتے ہوئے کچھ وضاحت کرتے اور یوں مجھ پر علیم کا مدّعا آسان ہو جاتا۔

مَیں عبیداللہ علیم کی خدمت میں "خالد" کا سالنامہ پیش کر چکا تھا۔ مَیں نے پوچھا کہ "خالد" پر آپ کا تبصرہ کیا ہے۔ کہنے لگے رسالہ کے ظاہری خد و خال تو خوب ہیں۔ اس بات پر اطمینان کا اظہار کیا کہ بفضلِ خدا ہمیں اچھی کتابت، اچھا کاغذ اور عمدہ طباعت میسّر ہے۔ لیکن علیم کے جواب کا دوسرا حصّہ بڑا اہم تھا جس کے لئے اُنہوں نے ایک لمبی تمہید باندھی۔ علیم نے کہا کہ آپ اور مَیں اُس عظیم الشان جرنیل کی فوج کے سپاہی ہیں جنہوں نے جہاد کا آغاز قلم سے کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ حضرت اقدس سلطان القلم تھے، سلطان البیان تھے اور فصاحت و بلاغت میں بے نظیر و بے مثل تھے۔ علیم نے کہا کہ حضرت اقدس ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے علم الکلام سے اُردو کا دامن گویا لعل و جواہر سے بھر دیا۔ اس حوالے سے علیم نے بتایا کہ اب اُردو کا مستقبل بہت درخشاں ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ مَیں آج آپ کو بتاتا ہوں کہ جب دُنیا احمدیت کے جھنڈے تلے آئے گی تب ہر شخص کو اُردو کی ضرورت پڑے گی خواہ وہ کسی بھی ملک سے تعلق رکھتا ہو۔ بفضلِ خدا ہماری جماعت میں بہت سے قلم کار، شاعر، ادیب اور مقرر موجود ہیں۔ علیم بتا یہ رہے تھے کہ ہمارا میدان قلمی میدان ہے اور ہمارا ہتھیار قلم ہے۔ ہم نے اِس میدان میں دُنیا کو شکست دیکر اسلامی تعلیمات کی برتری ثابت کرنا ہے۔ علیم نے کہا جب مَیں اِس نقطۂ نظر سے "خالد" پر نظر ڈالتا ہوں تو سچ پوچھیے کہ "خالد" ابھی بہت پیچھے نظر آتا ہے۔ "خالد" اچھا رسالہ ہے مگر یقین کیجیے کہ ہمارا معیار خالد کے موجودہ معیار سے بہت بُلند ہونا چاہیئے۔ "خالد" کو علمی اور ادبی اعتبار سے اُردو کا بہترین رسالہ ہونا چاہیئے کیونکہ یہ اُن نوجوانوں کا ترجمان ہے جن کے ہاتھ میں آج تلوار نہیں بلکہ صرف قلم ہے۔

علیم درست کہہ رہے تھے۔ مجھے یاد آیا جب "خالد" کا اجراء ہوا تھا تو حضرت مصلح موعودؓ نے اِس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ ہمارے نوجوان صاحبِ قلم بنیں اور "خالد" اُن کی اعلیٰ صلاحیتوں کو اُجاگر کرنے کا ذریعہ ثابت ہوگا۔ اِس خواہش اور اِس معیار

کے لیے ابھی ہمیں بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔

مَیں نے علیم سے پوچھا کہ آپ کے نزدیک اِس معیار کے حصول کی عملی صورتیں کیا ہیں؟ اِس پر اُنہوں نے کہا کہ ادارہ خالد کی پہلی ذمّہ داری یہ ہے کہ وہ اہلِ قلم افراد سے مسلسل رابطہ قائم رکھے بلکہ مَیں تو یہ کہوں گا کہ ایسے افراد کو تلاش کریں جن میں فطری طور پر جوہرِ قلم موجود ہو اور پھر ان کی باقاعدہ تربیت کی جائے۔

مَیں نے دِل میں علیم کے اِس مشورہ کو سراہتے ہوئے پُوچھا کہ آپ نے کبھی رسالہ خالد کے لئے کچھ نہیں لکھا آخر کیوں؟ اس پر اُنہوں نے لمبی بات کی مگر پھر میری درخواست پر اُنہوں نے پُرخلوص وعدہ کیا کہ وہ ہمیں یاد رکھیں گے۔ مَیں نے زیرِ لب دُعا کی کہ خدا کرے یہ وعدہ وفا ہو جائے۔

علیم سے باتیں کرتے اور سُنتے سُنتے رات بہت ہو چکی تھی، مَیں نے علیم کی آنکھوں میں نیند کو بھانپ کر اجازت چاہی ؛

نمونہ کلام

رُوپ موسمِ گُل نے اور خزاں نے ڈھالے ہیں
ایک میری آہوں کا اِک تیرے تبسّم کا

کوئی مذہب نہیں ہے خوشبو کا عام یہ مژدۂ بہار کرو!

ہَوا کے دوش پہ رکھے ہوئے چراغ ہیں ہم
جو بجھ گئے تو ہَوا سے شکایتیں کیسی

آؤ تم ہی کرو مسیحائی اب بہلتی نہیں ہے تنہائی
تم گئے تھے تو ساتھ لے جاتے اب یہ کس کام کی ہے بینائی

عزیز اتنا ہی رکھو کہ دل بہل جائے
اب اِس قدر بھی نہ چاہو کہ دم نکل جائے
محبتوں میں عجب ہے دلوں کو دھڑکا سا
کہ جانے کون کہاں راستہ بدل جائے

لمحہ لمحہ جو سمیٹی ہے وہ عمر ایک لمحے میں بکھر جائے گی

شیزان
پیش کرتے ہیں
نیا ذائقہ
جواں دل، جواں دم، جوانوں کا شوق
زنجبیل
بھوک بڑھائے، پیاس بجھائے
زود ہضم ادرک، مفرح لیمو اور مقوی چاشنی کا
ایک پرلطف اور پرتاثیر مشروب
Shezan
زنجبیل
SHAKE WELL BEFORE USE
SHEZAN INTERNATIONAL LTD
تفریح کے وقت
کھانے کے وقت
ہروقت
Shezan
Zanjbeel
شیزان انٹرنیشنل لمیٹڈ۔
بند روڈ۔ لاہور

adcom

خلافت جوبلی علَم انعامی مجلس خدام الاحمدیہ ۸۱/۱۹۸۰ء

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے جلسہ سالانہ کے دوسرے روز ۲۷ دسمبر ۱۹۸۱ء کو صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ محترم محمود احمد صاحب نے سال ۱۳۵۹-۶۰ھش / ۸۱-۱۹۸۰ء میں حسن کارکردگی کی بنا پر اوّل، دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والی مجالس کا اعلان کیا۔ مجلس خدام الاحمدیہ مارٹن روڈ کراچی اوّل، مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ دوم اور مجلس خدام الاحمدیہ سرگودھا شہر سوم قرار دی گئی۔

مکرم محمود احمد صاحب اشرف قائد مجلس خدام الاحمدیہ مارٹن روڈ کراچی جلسہ سالانہ پر تشریف نہیں لا سکے تھے چنانچہ محترم صدر صاحب کی درخواست پر حضور اقدس نے ازراہ شفقت مکرم عبد المالک صاحب قائم مقام قائد مارٹن روڈ کو اپنے دست مبارک سے خلافت جوبلی علَم انعامی ایک سال کے لئے اور سند خوشنودی عطا فرمائی۔

مکرم محمد اسلم صاحب شاد منگلا مہتمم مقامی ربوہ اور مکرم سید اویس احمد صاحب جنود قائد مجلس خدام الاحمدیہ سرگودھا شہر کو بھی حضور اقدس نے سندات خوشنودی سے نوازا۔ بارك الله لهم۔

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان مجالس کے لئے مزید ترقیات کا باعث بنائے۔ آمین

(ملک منصور احمد عمر معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

(جناب کریم الدین احمد صاحب)

برطانیہ کا دلچسپ آئین

ایک زمانہ تھا جب سلطنتِ برطانیہ پر کبھی سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ یہ بات اگرچہ اب ایک قصۂ پارینہ کا رنگ اختیار کر چکی ہے مگر تا حال برطانیہ کو دنیا کی پانچ عظیم طاقتوں میں سے ایک تسلیم کیا جاتا ہے۔ سب سے بڑھ کر برطانیہ کو دنیا کی قدیم ترین جمہوری سلطنت ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ اگرچہ جمہوریت کا نظریہ سب سے پہلے یونانی مفکرین نے پیش کیا تھا مگر اس کو بحیثیت نظام اپنانے والی پہلی سلطنت سلطنتِ برطانیہ ہی ہے۔ برطانیہ باوجود ایک جمہوری ملک ہونے کے شاہی سلطنت کہلاتی ہے، جس کی اس وقت ملکہ الزبتھ دوم سربراہ ہیں۔

برطانیہ کے نظامِ حکومت کا بیشتر حصہ اقدار و رسوم (جنہیں قانون کی سی حیثیت حاصل ہے) پر مشتمل ہے۔ لطف کی بات یہ کہ برطانیہ کا آئین باقاعدہ کسی تحریری شکل میں موجود نہیں ہے اور ملک کا تمام انتظام انہی رسوم اور روایات پر چل رہا ہے جو عرصہ دراز سے مروّج چلی آ رہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ برطانوی آئین (Unwritten Constitution) کہلاتا ہے۔ محض چند ایک ضوابط تحریری طور پر موجود ہیں۔

برطانیہ درحقیقت ایک جمہوری مگر ظاہری طور پر ایک شاہی سلطنت ہے اس لئے وزیراعظم ہی حکومت کا سربراہ ہوتا ہے اور ملک میں ہر قسم کے امور کا نگران ہوتا ہے۔ مگر وزیراعظم کے احکامات اُس وقت تک قانونی حیثیت حاصل نہیں کرتے جب تک کہ اُن پر ملکہ کے دستخط نہ ہوں۔ یہ درحقیقت ایک قدیم روایت ہے جسے اب تک قائم رکھا گیا ہے۔

برطانوی پارلیمنٹ دو ایوانوں، ایوانِ بالا اور ایوانِ زیریں پر مشتمل ہے۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایوانِ بالا کا مقام و مرتبہ ایوانِ زیریں سے بڑھ کر ہونا چاہیئے اور مروّجہ طریق سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ایوانِ بالا کو ایوانِ زیریں پر برتری حاصل ہے مگر دراصل معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔

ایوانِ بالا نہ کوئی نیا قانون مرتب کر سکتا ہے اور نہ کسی پُرانے قانون کو تبدیل کرنے کا مجاز ہے جبکہ ایوانِ زیریں کو جو عوام کے منتخب شدہ نمائندگان پر مشتمل ہوتا ہے یہ تمام حقوق اور اختیارات حاصل ہیں۔ اگر ایوانِ بالا اُن کی راہ میں حائل ہونا بھی چاہے تو نہیں

ہو سکتا۔ محض چند ماہ کی تاخیر پیدا کر سکتا ہے۔ ملک کا تمام انتظام و انصرام ایوانِ زیریں ہی سے منسلک ہے نیز وزیر اعظم اور تمام وزراء کا تعلق بھی اسی ایوان سے ہوتا ہے۔

آئینی طور پر ایک دلچسپ روایت ملکہ کا سالانہ اجلاس ہے جس میں صرف دونوں ایوانوں کے نمائندگان ہی شریک ہو سکتے ہیں۔ عوام کو اس تقریب میں شریک ہونے کی اجازت نہیں ہوتی نہ ہی اس کی کارروائی اخبارات میں شائع ہو سکتی ہے۔ یہ تقریب گزشتہ چھ سو سال سے بالکل اسی طرح منعقد ہو رہی ہے۔ نمائندگانِ ایوانِ زیریں ایک لمبے عرصہ تک اپنی آزادی کے اظہار کے طور پر اس اجلاس میں شریک ہونے سے انکار کرتے رہے یہاں تک کہ ملکہ کے ذاتی پیغام رساں جسے Black Rod کہتے ہیں کی درخواست پر اس بات پر آمادہ ہوئے۔ اب ہر سال یہ پیغام رسانی دہرائی جاتی ہے۔ جب پیغام رساں ایوانِ زیریں پہنچتا ہے تو اسے نکال کر دروازہ بند کر دیا جاتا ہے۔ پھر پیغام رساں دروازہ تین بار کھٹکھٹاتا ہے تب دروازہ کھولا جاتا ہے اور موصوف ملکہ کا پیغام ایوان تک پہنچاتا ہے۔ یہ رسم اب ہر سال دہرائی جاتی ہے جس سے ایوانِ زیریں کو ایک خود مختار ادارہ ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے۔ ایسی تقریب کا دلچسپ پہلو یہ ہے کہ دورانِ تقریب حاضرین اپنے مخصوص لباس زیب تن کئے ہوتے ہیں۔ جس ہال میں یہ تقریب منعقد ہوتی ہے اس کے فرنیچر اور اس کی ترتیب و آرائش میں صدیوں پہلے کے دور کو محفوظ و ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اس اجلاس میں ملکہ آئندہ سال کے لئے پالیسیوں کا اعلان کرتی ہیں مگر یہ پالیسیاں صرف ایوانِ زیریں کے نمائندگان ہی تیار کرتے ہیں۔ ملکہ کا ان پالیسیوں پر دستخط کرنا اور پھر اعلان کرنا محض ایک روایت کے طور پر ہے۔

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ ایوانِ زیریں کا موجودہ مقام اسے ایک لمبی جدوجہد کے بعد حاصل ہوا تھا ورنہ اس سے قبل ایوانِ بالا ہی درحقیقت بالاتر ہوا کرتا تھا۔ اب ایوانِ زیریں مکمل طور پر خود مختار ہے مگر ایوانِ بالا کو محض روایت پرستی کی وجہ سے اب بھی بظاہر وہی پرانی حیثیت دی گئی ہے ورنہ درحقیقت خود ملکہ یا بادشاہ وغیرہ کا موجودہ وجود بھی ایک روایت کے طور پر ہی اب تک تسلیم کیا جاتا ہے۔

برطانیہ کی افواج جن کے بل بوتے پر یہ سلطنت ایک وقت میں تقریباً تمام دنیا پر مسلط رہی کوئی باقاعدہ آئینی مقام نہیں رکھتیں جیسے کہ دوسرے ممالک کی افواج کو حاصل ہے۔ برطانوی پارلیمنٹ ہر سال اپنے سالانہ اجلاس میں نئے سال کے لئے فوج کی منظوری دیتی ہے۔ اگر کسی سال یہ اجلاس نہ ہو سکے تو فوج کا وجود غیر قانونی قرار پائے گا کیونکہ کوئی ایسا مستقل قانون نہیں جس سے افواج برطانیہ کا مستقل وجود قانونی طور پر موجود ہو۔ یہ بھی محض ایک روایت ہے ورنہ فوج کو ایک مستقل قانونی حیثیت آسانی دی جا سکتی ہے۔

برطانیہ میں اہلِ علم لوگ اپنے آئین کو a Child of Chance یعنی اتفاقیہ یا حادثاتی بچہ کہتے ہیں۔

اپنی معلومات بڑھائیے!

مرسلہ :- تاثیر احمد خان

(۱)

ڈاکٹر کنگ اور اُن کے ساتھی ایک نئے، انوکھے اور انتہائی نازک آپریشن کے لئے تیار تھے۔ اگر یہ آپریشن کامیاب ہو گیا تو دل کے بے شمار امراض جن میں دل کو کھول کر آپریشن کرنا پڑتا ہے، کا تدارک ہو جائے گا۔ ایک اندازے کے مطابق امریکہ میں پیدا ہونے والے ہر ڈیڑھ سو بچوں میں سے ایک دل کے کسی نہ کسی موروثی مرض میں مبتلا ہوتا ہے۔ سب سے عام مرض دل کے خانوں کی درمیانی دیواروں میں سوراخ ہے۔ اس نقص کو دور کرنے کے لئے open heart Surgery کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر اس کا فوراً آپریشن نہ کیا جائے تو یہ جان لیوا ثابت ہو سکتا ہے۔ یہ آپریشن انتہائی نازک اور طویل ہوتا ہے۔ ڈاکٹر کنگ اسی نقص کے علاج کیلئے ایک نیا اور انتہائی انوکھا آپریشن کرنے والے تھے جس میں دل کو کھولے بغیر اس کے خانوں کے درمیانی سوراخوں کو بند کیا جانا تھا۔ اس نئے طریقے میں ایک ننھا سا چھتری نما آلہ استعمال کیا جا رہا تھا جو نرم ڈکروں سے بنایا گیا تھا۔ یہ آلہ ڈیڑھ انچ قطر کے دو ٹکڑوں پر مشتمل تھا جنہیں جوڑ کر اور تہہ کر کے چھتری کی شکل دی گئی تھی۔ اسی طرح کی دو چھتریوں کو ایک تار سے منسلک کر کے انہیں دھاتی کیپسول میں بند کر دیا گیا۔ یہ چوتھائی انچ قطر کا کیپسول پلاسٹک کی ایک نلی کے سرے پر نصب کر دیا گیا۔ اب اسے ٹانگ کی کسی رگ کے ذریعے دل تک پہنچانا تھا۔ ڈاکٹر کنگ اور ڈاکٹر نیول ملس نے نہایت احتیاط کے ساتھ پلاسٹک کی نلی کے ذریعے کیپسول اپنی سترہ سالہ مریضہ کی ٹانگ کی رگ میں دھکیل دیا جو فلوروسکوپ کی رہنمائی میں دل تک جا پہنچا اور وہاں سے دل کے بالائی خانے میں داخل ہو گیا۔ جب وہ دل کے سوراخ کے پردے میں سے گزر چکا تو پہلی چھتری کھول دی گئی جس نے سوراخ کو بائیں جانب سے ڈھانپ لیا اور اب کیپسول واپس کھینچ لیا گیا جس سے

دوسری چھتری بھی کھل گئی۔ اُدھر کا سوراخ بھی بند کر دیا گیا پھر دھاتی جوڑ کے ذریعے دونوں چھتریاں آپس میں لاک کر دی گئیں۔ اس سارے عمل میں صرف سات منٹ صرف ہوئے۔ آخر میں تار کو چھتریوں سے علیحدہ کر لیا گیا اور پلاسٹک کی نلی آہستہ آہستہ مریض کے جسم سے نکال لی گئی۔ ڈاکٹر کنگ کہتے ہیں کہ صرف بارہ ہفتے میں دل کی بافتیں چھتریاں ڈھانپ دیں گی اور سوراخ مکمل طور پر بند ہو جائے گا۔ اس طریقہ علاج سے نہ صرف اپریشن کا وقت اور اخراجات آدھے رہ رہ جائیں گے بلکہ یہ قابلِ اعتماد بھی زیادہ ہوگا۔

---

(۲)

بوب نیلسن میموریل پارک کے ایک اونچے سرسبز ٹیلے پر پتلون کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے خراماں خراماں پھر رہا تھا۔ اس کی آنکھیں دُور اُفق میں کھوئی ہوئی تھیں جن میں ایک پُراسرار سی چمک تھی اور اس کا ذہن دُور مستقبل بعید کے دھندلکے میں کچھ ٹٹول رہا تھا۔ جب خوب چہل قدمی کر چکا تو وہ ٹیلے سے اُتر آیا اور ایک بھاری آہنی دروازہ کھول کر ٹیلے کے اندر چلا گیا۔ نیچے برف کی مانند سرد تہہ خانہ تھا جس میں مائع نائٹروجن سے بھرے پانچ صندوق اوپر نیچے پڑے تھے۔ اس کے اندر کا درجہ حرارت منفی ۹۰ سنٹی گریڈ تھا۔ ہر صندوق میں ایک ایک مُردہ انسانی جسم بند تھا۔ چند سو سال گزر جانے کے بعد ان مُردہ اجسام کو آہستہ آہستہ پگھلایا جائے گا اور پھر اُس بیماری کا علاج کیا جائے گا جس سے اُن اشخاص کی موت واقع ہوئی تھی۔ چنانچہ جیوسمتھ جو ۱۹۷۰ء میں مرا تھا ۲۱۷۵ء میں دوبارہ زندہ ہوگا۔ لاس اینجلس cryonics سوسائٹی کے صدر بوب نیلسن کہتے ہیں کہ مُردہ اجسام کو سرد خانوں میں محفوظ کرنے کا مقصد مستقبل میں موت کے اسرار سے پردہ اُٹھانا ہے۔ یہ لوگ اگرچہ مر چکے ہیں لیکن موت کے فوراً بعد انکے جسموں کو یخ بستہ کر لیا گیا جس کی وجہ سے ان میں کوئی طبعی تبدیلی نہ ہو سکی اس لئے ان کو مکمل طور پر مُردہ نہیں کہا جا سکتا۔ مرنے کے بعد جسم کو سرد خانے میں محفوظ کرانے کا گراں معاوضہ پچیس ہزار ڈالر ہے۔ اب تک امریکہ میں صرف چودہ افراد کے جسم محفوظ کئے گئے ہیں۔ ان کی عمریں آٹھ سال سے پچھتر سال تک ہیں۔ دوسری طرف انجمادی طریقہ علاج بھی دن بدن مقبول ہو رہا ہے۔ اس میں مرض کے جراثیم کو نقطہ انجماد تک ٹھنڈا کر دیا جاتا ہے جس سے وہ مفلوج ہو جاتے ہیں اور مرض ختم ہو جاتا ہے۔ کچھ عرصہ گزرا ایک شخص اردن شارپ نے اپنے ماتھے پر ننھا سا دھبہ دیکھا اور اُسے ناخنوں سے کھرچ دیا۔ لیکن چند روز بعد یہ پھر نمودار ہو گیا اور اس کا

سائز تیزی سے بڑھنے لگا۔ وہ ایک ماہر امراض
جلد کے پاس گیا جس نے معائنہ کے بعد جلدی
کینسر تشخیص کر کے انجمادی طریقۂ علاج تجویز کیا۔
یہ طریقۂ علاج پھوڑے کو نشتر سے چیرنے یا
پھوڑے کو جلانے کی نسبت کم خرچ اور کم تکلیف دہ
ہے۔ انجمادی طریقۂ علاج سے شارپ کا مرض
جڑ ہی سے ختم ہو گیا اگرچہ مریض کے جسم کی رنگت
میں معمولی فرق پڑا اور بالوں کو قدرے نقصان
پہنچا۔ پرکنسن کا مرض بڑا موذی اور اذیّت ناک
ہے۔ شرمن سلیک نامی ایک صاحب کو اس مرض
نے معذور کر رکھا تھا۔ اس مرض میں جسم لرزتا رہتا
ہے۔ ہر قسم کے علاج معالجہ کے بعد بالآخر سلیک نے
انجمادی طریقۂ علاج کی طرف رجوع کیا جس کے
نتائج بڑے حوصلہ افزا نکلے۔ فوٹو گرافر کو سارے
عمل کی تصاویر بنانے کی اجازت تھی۔ مبداء
عصب دماغ چار پانچ انچ اندر واقع ہوتا ہے
اُسے سرد کر کے بیکار کر دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی
پرکنسن کی علامات بھی دور ہو گئیں۔ یہ عظیم
آپریشن کیلیفورنیا یونیورسٹی کے ماہر اعصاب
سرجن رابرٹ رینڈ اور اُن کے ساتھیوں نے کیا۔
چونکہ مریض کے صرف مخصوص حصّہ کو یخ بستہ کیا گیا
تھا اس لئے مریض دورانِ آپریشن باتیں بھی کرتا
رہا اور اس کے تعاون سے ڈاکٹرز کو دورانِ
آپریشن انسانی دماغ سے متعلق گرانقدر معلومات
بھی حاصل ہوئیں۔ اسی طرح کچھ عرصہ گزرا وکٹوریہ

نامی ایک لڑکی جو اُمید سے تھی مگر اس کا خون
منفرد اور نادر قسم کا تھا۔ چنانچہ ڈاکٹروں نے
زچگی سے بہت پہلے اس کے جسم کا خون نکال کر
انجمادی طریق سے محفوظ کر لیا اور زچگی کے دوران
یہی خون دوبارہ اس کے جسم میں داخل کر دیا گیا۔ یہ
طب کی تاریخ کا حیران کُن واقعہ ہے۔ آج کل
خون کو منجمد کر کے محفوظ کرنے کے بہت سے طریقے
استعمال کئے جانے لگے ہیں۔ نئے طریقے سے خون
منجمد کرنے سے ورم جگر کے امراض میں کمی آجائیگی۔
اور تبدیلیٔ اعضاء کے آپریشن بھی آسان اور
محفوظ تر ہو جائیں گے۔ انجمادی طریقۂ علاج
گلے کی گلٹیوں، گردن کی رسولی، بواسیر ختم
کرنے کے طریقے، نخامیہ، درقیہ اور درقی
غدود کے نقائص دُور کرنے اور موتیابند کے
علاج میں بھی مؤثر پایا گیا ہے۔ اِن تمام
کامیابیوں کے باوجود کیا سان فرنانڈو،
وادی کے گہرے تہہ خانے میں منجمد پانچ مُردہ
اجسام بھی اِس طریقے سے زندہ کئے جا سکیں گے؟
اِس کا جواب مستقبل ہی دے گا۔

---

(۳)

کینسر یا سرطان وہ موذی مرض ہے جس کا بروقت
سُراغ لگانا بہت مشکل ہے اور یہ مسئلہ اِس
وقت کے ذہین ڈاکٹروں کے لئے دردِ سر بنا ہوا
ہے۔ شکاگو میڈیکل سنٹر کے پیتھالوجسٹ ڈاکٹر

رچرڈ نے کینسر دریافت کرنے کا ایک نیا طریقہ دریافت کرکے اپنے ہم پیشہ حضرات کے لئے سہولت پیدا کر دی ہے ۔ اس طریقۂ شناخت میں پیشاب میں بہہ جانے والے خلیے چھانٹ لئے جاتے ہیں ۔ پیشاب چونکہ گردوں میں تیار ہوتا ہے اور اخراج سے قبل قنات گردہ، مثانہ، پیشاب کی نالی اور غدۂ وردی میں سے ہو کر گزرتا ہے چنانچہ ان تمام اعضاء سے ٹوٹنے والے خلیے اس میں شامل ہو جاتے ہیں ۔ یہ تمام خلیے چونکہ مختلف ہیئت اور ساخت کے ہوتے ہیں اس لئے آسانی سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ کہاں سے آئے ہیں ۔ سرطان معلوم کرنے کیلئے ڈاکٹر ان خلیوں کو ۲ دو قسم کا رنگ دیتا ہے ۔ نیلا اور سرخ ۔ نیلا رنگ سرطان زدہ خلیے کے مرکز سے جا چمٹتا ہے اور سرخ رنگ خلیے میں نفوذ کر جاتا ہے ۔ اس طرح سے سرطان زدہ خلیے علیحدہ کر لئے جاتے ہیں اور رنگ کے جذب ہونے کے تناسب سے مرض کی شدت کا اندازہ لگایا جاتا ہے ۔ یہ طریقہ ابھی آزمائشی مراحل طے کر رہا ہے ۔ تاہم اسے سرطان کے سراغ لگانے میں مؤثر پایا گیا ہے ۔ رچرڈ کے ایک مریض کی آنکھوں میں تکلیف تھی، رنگوں کے ٹیسٹ سے یہ پتہ چلا کہ اس کا مثانہ سرطان زدہ ہے ۔ عمل جراحت سے اس بات کی تصدیق ہو گئی اور متاثرہ حصہ کاٹ دیا گیا ۔ اب آگے آگے دیکھئے آتا ہے کیا ۔

خلائی پاور اسٹیشن

(۴)

امریکی خلائی انجینئر آجکل ایک ایسے منصوبے پر کام کر رہے ہیں جس کے تحت خلا میں شمسی توانائی کے مراکز قائم کئے جائیں گے ۔ یہ منصوبہ ۱۹۹۰ء میں پایۂ تکمیل کو پہنچے گا ۔ اس سے مغربی دنیا اپنی توانائی کی ضروریات پوری کر سکے گی ۔ اور اس کی ڈانواں ڈول معیشت کو مضبوط سہارا مل سکے گا ۔ یہ خلائی پاور اسٹیشن بائیس ہزار میل کی دوری پر زمین کے مدار میں گردش کریں گے اور ہر اسٹیشن تیرہ ہزار پانچ سو میگاواٹ بجلی پیدا کرے گا ۔ ہر اسٹیشن مندرجہ ذیل بنیادی حصوں پر مشتمل ہوگا :-

- دیو ہیکل آئینے جو سورج کی شعاعیں ایک جگہ مرکوز کریں گے ان کا مجموعی رقبہ بائیس مربع میل ہوگا ۔ یہ ایلومینیم سے پالش کئے ہوئے پلاسٹک کے عکاسوں پر مشتمل ہوں گے جو کہ تہہ ہو جانے والے فریموں میں نصب ہوں گے ۔
- بارہ حرارتی انجن جو شمسی توانائی کو بجلی میں تبدیل کر دیں گے ۔
- ایک مائیکرو ویو نظام ترسیل جو بجلی کو توانائی کی کسی ایسی شکل میں بدلے گا جسے آسانی سے زمین پر

بھیجا جا سکے۔

- تین مربع میل پر پھیلا ہوا آلہ جو توانائی لہروں میں کی طرف ارسال کرے گا جہاں خاص قسم کے زمینی ریسیور انہیں وصول کریں گے۔ مؤخرالذکر ۲۰ مربع میل کے رقبہ میں پھیلے ہوئے ہوں گے اور ان میں مائیکروویو کو برقی توانائی میں بدلنے کے آلات نصب ہوں گے۔
- ایک خلائی شمسی توانائی اسٹیشن کا وزن اکہتر ہزار ٹن ہوگا۔ اتنے بڑے نظام کو خلاء میں بھیجنے کے لئے موجودہ خلائی نقل و حمل کے ذرائع ناکافی ہوں گے۔ چنانچہ خلائی طیارے Space Shuttle (جس نے اپنا پہلا خلائی مشن کچھ دن پہلے بخیر و خوبی مکمل کیا اور اب دوسرے مشن پر جانے کو تیار ہے) سے بھی بڑا مال بردار خلائی طیارہ FREIGHTER (جسے بار بار استعمال کیا جا سکے گا) بنانے پر غور کیا جا رہا ہے۔ یہ خلائی شمسی پاور اسٹیشن کے آلات کو خلاء میں پہنچانے کا کام کرے گا۔ ماہرین کا اندازہ ہے کہ امریکہ میں تیل سے چلنے والے پاور اسٹیشنوں کی جگہ لینے کے لئے آٹھ اور برطانیہ میں چار خلائی پاور اسٹیشن درکار ہوں گے۔

"ٹسٹ ٹیوب ہاتھی"

(۵)

قدیم زمانہ میں ہاتھیوں کی نسل اب سے کوئی ۲۵ لاکھ برس پہلے شروع ہوئی تھی۔ یہ ہاتھی آج کے خوبصورت ہاتھیوں کی نسبت بہت مختلف تھے۔ ان ہاتھیوں کے سر گنبد کی طرح گول اور ان کے دانت لمبے ہوتے تھے کہ زمین کو چھوتے تھے۔ مگر ان کے کان آج کے ہاتھیوں کی نسبت بہت چھوٹے ہوتے تھے۔ ان کے جسم پر بہت لمبے لمبے اور گھنے بال ہوتے تھے اور کھال کے نیچے چار پانچ انچ موٹی چربی کی تہہ ہوتی تھی۔ یہ انتظام قدرت نے ان کو سردی سے بچانے کے لئے کیا تھا۔ اگرچہ یہ ہاتھی دس ہزار برس قبل زمین پر زلازل اور شدید سردی کی وجہ سے نیست و نابود ہو گئے مگر ان کے مردہ جسم لاشوں یا ڈھانچوں کی صورت میں بالکل اصلی حالت میں برف میں دبے ہوئے ملے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ان کا گوشت اس قدر تازہ رہا کہ ایک عرصہ قبل کتوں کو اس پر پالا بھی گیا۔ چند ہفتے قبل یہ معلوم ہوا ہے کہ روسی سائنسدان اس قسم کے قدیم ہاتھیوں کا زندہ نمونہ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تاریخ کے اس عظیم الجثہ ہاتھی کے پیدا کرنے کے طریقہ کو سمجھنے کے لئے آئیے پہلے یہ معلوم کریں کہ سائنسدان کس عمل کے ذریعے مصنوعی طریقوں سے مختلف قسم کے جانوروں کے بچے پیدا کرتے ہیں۔ ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا ذکر آپ پہلے ہی سن چکے ہیں۔ ہوتا یوں ہے کہ زندہ خلیوں (Cells) کے مرکزوں (Nuclei) کو مادہ کے تولیدی خلیوں میں شامل کر کے انہیں مادہ کے

رحم میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح سے باہر سے مصنوعی طور پر داخل کئے جانے والے خلیے مادہ کے رحم میں قدرتی طور پر پرورش پاتے ہیں۔ یہ عمل میرخ وغیرہ قسم کے جانوروں میں بڑی کامیابی کے ساتھ کیا جاتا رہا ہے۔ یہی وہ بنیادی طریقہ ہے جس سے زمانۂ قبل تاریخ کے ہاتھیوں کی پیدائش کے بارہ میں سوچا جا رہا ہے۔ یہ خیال اس لئے پیدا ہوا کہ چند سال قبل ایک قدیم ہاتھی کے بچے کی لاش برف میں صحیح سلامت ملی۔ ہزاروں برس دفن رہنے کے باوجود اس کے جگر کے کچھ ریشے زندہ رہے اور ان کے خلیوں میں زندگی باقی تھی۔ ان خلیوں کو زندہ رکھنے کی کوشش تو کی گئی لیکن غلطی سے اُن کو ایک ایسے محلول میں ڈال دیا گیا جس میں یہ خلیے متوازن حرارت نہ ملنے کی وجہ سے مر گئے۔ چنانچہ اب اسی طرح کا قدیم زمانہ کا ایک اور ہاتھی ڈھونڈا جا رہا ہے جس میں زندہ خلیے موجود ہوں۔ ان خلیوں کو اور ان کے ساتھ جمے ہوئے خون کو محتاط انداز میں منجمد رکھا جائے گا۔ پھر خون کو بہت احتیاط کے ساتھ گرم کر کے اس میں سے خلیے نکال لئے جائیں گے خاص طور پر سفید خلیے۔ اس کے بعد تمام قسم کی مادہ ہاتھی کے رحم سے بیضہ تولید حاصل کیا جائیگا اور اس بیضہ میں پرانے قسم کے ہاتھی کے خلیوں کا پیوند لگا کر اس میں نشو و نما کی صلاحیت پیدا کی جائے گی۔ یہ عمل پورا ہو جائے گا تو اس بیضہ کے نیوکلیس کو باریک بین جراحی (MICROSCOPIC SERGERY) کے ذریعہ الگ کر کے اسے مادہ ہاتھی کے رحم میں داخل کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد سائنسدان کا کام ختم ہو جائے گا اور قدرت اپنا عمل شروع کر دے گی۔ آجکل کی ہتھنی کے پیٹ میں قدیم زمانے کے ہاتھی کا بچہ پرورش پائے گا اور مقررہ وقت پر اس ہتھنی کے ہاں بچے کی ولادت ہوگی۔ یہ بچہ ویسا ہاتھی نہ ہوگا جس سے آج ہماری آنکھیں مانوس ہیں بلکہ زمانۂ قبل از تاریخ کی نسل کا ہوگا (اس بچہ کو ہم ٹیسٹ ٹیوب ہاتھی بے بی بھی کہہ سکیں گے۔)

غرض یہ (GENETIC ENGINEERING) خلیوں کی سائنس میں ایک قابلِ ذکر اضافہ ہوگا۔ گو ابھی تو نہیں لیکن ممکن ہے کہ اگلے سو سال تک دوسری ناپید مخلوق اور حشرات الارض کے خلیوں سے بھی اسی طرح اُن کے زندہ نمونے پیدا کر لئے جائیں۔

---

(۶)

تین — دو — ایک — اور اس کے ساتھ ہی لانچنگ پیڈ سے دیو ہیکل راکٹ ایک جھٹکے کے ساتھ اُٹھا اور چاند کی طرف روانہ ہو گیا۔ لوگ ٹی۔وی کی سکرینوں کے سامنے دم بخود بیٹھے اسے بڑی سرعت کے ساتھ زمین کی کشش ثقل سے آزاد ہوتا دیکھ رہے تھے۔ وہ حیران تھے کہ اتنا

بڑا ٹنوں وزنی راکٹ آخر کیسے تنکے کی طرح اُٹھا اور آسمان کی بلندیوں میں کھو گیا۔ تو سُنئے یہ سب ہائیڈروجن کا کمال ہے۔ جی ہاں ہائیڈروجن ہی انتہائی سرد حالت میں وہ ایندھن ہے جو دیو قامت راکٹوں کو زمین سے اُٹھا کر خلاؤں میں پہنچا دیتا ہے۔ ایک صدی پہلے سائنسی ادیب 'جولزورنے' نے جو پیشگوئی کی کہ ایک روز پانی دنیا میں سب سے بڑا ایندھن ہوگا۔ گیس اور تیل کے ذخائر کی بڑی سرعت سے کمی کے ساتھ ساتھ پوری ہوتی نظر آ رہی ہے۔ چنانچہ اب دنیا کے سائنسدان پانی سے آس لگائے بیٹھے ہیں اور اسے سُود مند طریقے سے ہائیڈروجن حاصل کرنے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ امریکی ایٹمی توانائی مجلس کے ایم۔ وینبرگ کہتے ہیں کہ ہائیڈروجن ہی وہ ایندھن ہے جس نے انسان کو چاند تک پہنچایا ہے اور پچاس سے لے کر سو سال تک یہ زمین پر سب سے بڑا ثانوی ذریعہ توانائی ہوگا۔ ہائیڈروجن برق کی طرح بعض دوسرے بنیادی منبعوں مثلاً پانی، کول، نیوکلیئر فیوژن، شمسی توانائی وغیرہ سے حاصل کی جاتی ہے اسی لئے اسے ثانوی توانائی کا ذریعہ کہا گیا ہے۔ اسی طرح ہائیڈروجن کو دوسرے ایندھنوں میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ ہائیڈروجن کائنات میں سب سے زیادہ پایا جانے والا عنصر ہے۔ ڈیوک گریگری کہتے ہیں کہ اگر ہائیڈروجن کا صحیح استعمال کیا گیا (یعنی ہائیڈروجن بم وغیرہ نہ بنائے گئے) تو یہ تیل اور قدرتی گیس سے کہیں زیادہ فائدہ مند ثابت ہوگی۔ ہائیڈروجن کا چھوٹے پیمانہ پر استعمال تو آجکل بھی ہو رہا ہے لیکن اب بڑے پیمانہ پر منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔ ایک خیال جو آجکل سائنسدانوں کی نظر میں ہے وہ یہ ہے کہ زمین سے دُور سمندر میں مصنوعی پلیٹ فارم بنائے جائیں اور اُن پر بڑے نیوکلیئر پاور پلانٹ لگا دیئے جائیں۔ یہ پلانٹس جو بجلی پیدا کریں اُس سے پانی کو پھاڑ کر ہائیڈروجن حاصل کی جائے۔ یہ ہائیڈروجن پائپ لائنز کے ذریعہ سے شہروں اور کارخانوں کو پہنچائی جائے۔ اِس مقصد کے لئے دنیا کے کئی ممالک میں پہلے سے قدرتی گیس پہنچانے کے لئے بچھائی گئی پائپ لائنز کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ برنرز کی معمولی اصلاح کے بعد یہ ہائیڈروجن اُسی طرح سے استعمال ہوگی جس طرح قدرتی گیس استعمال ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ہائیڈروجن گیس سٹور بھی کی جا سکے گی۔ اور انتہائی سرد حالت میں مائع صورت میں بھی استعمال ہو سکے گی۔ چونکہ ہائیڈروجن دوسرے ایندھنوں کی نسبت چالیس فیصدی ہلکی ہے لہٰذا یہ ہوائی اور خلائی جہازوں میں وزن میں اضافے کے بغیر زیادہ مقدار میں سٹور کی جا سکے گی۔ موٹر گاڑیوں کے لئے بھی ہائیڈروجن بطور ایندھن

استعمال ہو سکتی ہے۔ ہر قسم کے انٹرنل کمبسٹن انجنز (INTERNAL COMBUSTION INGINES) کو آسانی سے ہائیڈروجن کیلئے معمولی ترامیم کے بعد ڈھالا جا سکتا ہے۔ اندرونی احتراقی انجنز جو کہ ہائیڈروجن سے چل رہے ہیں آسانی سے سٹارٹ ہو جاتے ہیں خاص طور پر سرد موسم میں۔ اور ہر انجن کی توڑ پھوڑ بھی کم کرتے ہیں۔ ہائیڈروجن کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ یہ فضا کو آلودہ بھی نہیں کرتی۔ تیل اور گیس کے مقابلہ میں اس کی آلودگی صرف چار فیصد ہے۔ ہائیڈروجن ہوا سے چودہ گنا ہلکی ہونے کی وجہ سے آزاد ہونے پر سیدھا اوپر اٹھتی چلی جاتی ہے اور یہ پھیلتی نہیں اس لئے آگ لگ جانے کی صورت میں اس کے پھیلنے کا خطرہ بھی کم ہے۔ ان تمام کے علاوہ دوسرے بے شمار فوائد بھی ہیں جن کی وجہ سے آج کل سائنسدان ہائیڈروجن حاصل کرنے کے سستے طریقوں پر غور کر رہے ہیں۔ پانی کے علاوہ ہائیڈروجن حاصل کرنے کے کئی اور ماخذ بھی دریافت کئے گئے ہیں۔ مثلاً روس کے بعض سائنسدانوں نے یہ معلوم کیا ہے کہ ہائیڈروجن کو بعض نامیاتی مرکبات مثلاً میتھینول ۔ (METHANOLE) اور فارمک ایسڈ (FORMIC ACID) کے ذریعہ بآسانی کثیر مقدار میں حاصل کیا جا سکتا ہے۔ بہر حال ایندھن کی بڑھتی ہوئی قلت اور چڑھتی ہوئی قیمت دیکھتے سائنسدانوں کو کس موڑ پہ لا کر کھڑا کرتی ہے۔ اب پیشگوئی کی جا رہی ہے کہ کچھ عرصہ بعد ہائیڈروجن ہی دنیا کا سب سے بڑا توانائی کا ثانوی ذخیرہ ہوگا۔

---

(۷)

آکوپنکچر یا سوئیوں کا طریقہ علاج سینکڑوں برس سے چین میں رائج ہے۔ گردش زمانہ کے ساتھ ساتھ چینی اسے جدید تر کرتے رہے۔ اس طریقۂ علاج میں جو بنیادی نظریہ کارفرما ہے اس کے مطابق انسانی جلد کے نیچے ایسے مقامات ہیں جہاں سے مختلف اعضاء کے افعال میں توازن پیدا کیا جا سکتا ہے۔ جسم میں درد کا احساس گھٹایا جا سکتا ہے اور جسم کی اپنی دفاعی صلاحیتوں کو مشتعل کر کے مرض پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ جلد کے نیچے یہ مقامات ایک مربوط نظام کی صورت میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ نظام جسم کے اندر کچھ عمودی رابطوں (CHANNELS) کا تعین کرتا ہے جن کے ساتھ ساتھ ایک چھپی ہوئی قوت جسم میں گردش کرتی ہے۔ چینی طب میں یہی قوت اندرونی تبدیلیوں کا منبع قرار دی گئی ہے۔ اس کی سمت متعین کرنے یا اسے بڑھانے گھٹانے کا طریق کار آکوپنکچر کہلاتا ہے۔ اس کی سائنسی بنیادوں سے آگہی کے لئے پچھلے کئی سالوں سے

چینی سائنسدان تحقیقات کر رہے ہیں اور اس کے نتائج نے طب کی دنیا میں انقلاب پیدا کر دیا ہے جدید تحقیق کی رُو سے آکوپنکچر کے علم کو دو واضح شاخوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ایک شاخ جو کہ آکوپنکچر آنال جیریا (ACUPUNCTURE ANALGERIA) کہلاتی ہے جدید سرجری اور آکوپنکچر طریقۂ علاج کو ملا کر بنائی گئی ہے۔ چنانچہ پہلی بار آکوپنکچر اور جدید سرجری کو ملا کر TONSILS کا اپریشن کیا گیا۔ اس اپریشن میں درد کا احساس آکوپنکچر کے ذریعے اس طرح سے روک دیا گیا کہ مریض ہوش میں بھی رہا اور اُسے ذرا درد نہ ہُوا۔ اس کے بعد آکوپنکچر کئی چھوٹے اور بڑے آپریشنز میں استعمال کیا جانے لگا۔

آکوپنکچر کی دوسری شاخ علاج معالجے کا علم ہے اس بارے میں بھی تحقیقات کی گئیں اور اُن عوامل کا تعاقب کیا گیا جو اس طریقۂ علاج میں جسم میں اثرات چھوڑتے ہیں۔ اگر ہم اپنے جسم کے بعض اعضاء پر غور کریں تو ہمیں آکوپنکچر طریقۂ علاج سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی مثلاً ہمارے ماتھے کے دونوں جانب ایسے مقامات ہیں جنہیں دھیرے دھیرے سہلانے سے نیند اور ذہنی سکون کا اثر نمودار ہونے لگتا ہے۔ گردن کے پیچھے بعض ایسے مقامات ہیں جن سے سر درد زائل ہو جاتا ہے۔ بڑی بوڑھیاں دیہاتوں میں آج بھی جسم کے بعض مقامات کو دبانے سے علاج کرتی ہیں۔ یہ مقامات ہی آکوپنکچر کے زیرِ جلد نظام کے حصے ہیں۔ انسان کے جسم پر کُل سات سَو کے قریب آکوپنکچر نقاط ہیں۔ زیادہ تر استعمال ہونے والے تین سَو نقاط میں سے ڈیڑھ سَو جسم کے ایک طرف کے آدھے حصے پر ہیں اور ڈیڑھ سو دوسری طرف کے آدھے حصے پر۔ ان میں سے پچاس پچاس نقاط تو بہت زیادہ استعمال ہوتے ہیں۔ ہر نقطے کا جسم میں محلِ وقوع اور ارتعاش (STIMULATION) متعین ہے۔ یہ ارتعاش جو اپنے چینلز (CHANNELS) کے ذریعے جسم کے مختلف اعضاء پر رونما ہوتا ہے۔ انسانی جسم میں اس قسم کے چودہ چینلز (راستے) ہیں۔ ان میں سے بنیادی دو راستے ایسے ہیں جو جسم کے عین وسط میں ہیں۔ ایک سامنے کی طرف اور ایک پیچھے کی طرف۔ ان چینلز کو ملانے والے دوسرے چھوٹے راستے بھی ہیں۔ ان تمام راستوں کا جال بچھا ہُوا ہے اور ان منفرد خصوصیات والے نقطے ہیں۔ جس طرح معالج مریض کا معائنہ کر کے نسخہ تجویز کرتا ہے اُسی طرح ڈاکٹر آکوپنکچر کے نقطوں کا نسخہ تجویز کرتا ہے اور اُسی کی روشنی میں ان نقطوں کو سوئیوں کے ذریعے STIMULATE کر کے جسم کے اندرونی اعضاء کی کارکردگی کو متوازن کیا جاتا ہے کسی خصوصیت کو گھٹایا یا بڑھایا جاتا ہے درد کا اثر دُور کیا جاتا ہے اور جسم کو اپنی قوتِ مدافعت کو بروئے کار لا کر مرض پیدا کرنے والے عوامل کا قلع قمع کیا جاتا ہے ؁

شانِ خدا تعالیٰ
فیشن کی دنیا میں
فیشن کے دوش بدوش
آپ کی خدمت کے منتظر
کیپالیڈیز ٹیلرز
ڈی گراؤنڈ ۲۴۷/۵ پیپلز کالونی فیصل آباد

گزشتہ شمارہ (جنوری ۱۹۸۲ء) میں صفحہ ۸۸-۸۹ پر خلافت جوبلی عَلَم انعامی حاصل کرنے والی مجالس کی فہرست اور صفحہ ۹۱-۹۲ پر تاریخ ہائے سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ شائع کی گئی تھی۔ اِس شمارہ میں صفحہ ۷۶ تا ۸۸ فہرست عہدیداران مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ۱۹۳۸ء تا ۱۹۸۲ء شائع کی جارہی ہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ ۱۹۵۰-۵۱ء سے ۱۹۵۹-۶۰ء تک مجلس کی صدارت خود حضرت مصلح موعود کے پاس رہی۔

(مرتبہ :- مکرم مبارک احمد صاحب خالد مینجر ماہنامہ "خالد" و ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" ربوہ)

فہرست عہدیداران مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

نمبر شمار	نام عہدہ	۱۹۳۸-۳۹ء	۱۹۳۹-۴۰ء	۱۹۴۰-۴۱ء
۱	صدر مجلس	مکرم مولوی قمرالدین صاحب فاضل	حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ	حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ
۲	نائب صدر	مکرم مولوی ظہور حسین صاحب	مکرم مولوی قمرالدین صاحب فاضل	مکرم مرزا منصور احمد صاحب
۳	معتمد و مہتمم اشاعت	مکرم محبوب عالم صاحب خالد مکرم خلیل احمد صاحب ناصر	مکرم خلیل احمد صاحب ناصر	مکرم خلیل احمد صاحب ناصر
۴	نائب معتمد	مکرم نذیر احمد صاحب ریاض مکرم مولوی غلام احمد صاحب فرخ	مکرم سید مختار احمد صاحب ہاشمی	مکرم مرزا منور احمد صاحب مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب
۵	مہتمم تربیت و اصلاح			مکرم ملک عمر علی صاحب
۶	مہتمم مال		مکرم مولوی ظہور حسین صاحب	مکرم مرزا منور احمد صاحب
۷	مہتمم ایثار و استقلال			مکرم مولوی قمرالدین صاحب
۸	مہتمم ذہانت و صحتِ جسمانی			مکرم مرزا منصور احمد صاحب
۹	مہتمم خدمتِ خلق			مکرم مولوی سیف الرحمٰن صاحب
۱۰	مہتمم وقارِ عمل		مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ	مکرم شیخ ناصر احمد صاحب
۱۱	مہتمم اطفال			مکرم شیخ محبوب عالم صاحب خالد
۱۲	مہتمم تجنید			مکرم ملک عطاء الرحمٰن صاحب
۱۳	مہتمم تبلیغ و اصلاح و ارشاد			
۱۴	مہتمم عمومی			مکرم ملک عطاء الرحمٰن صاحب
۱۵	مہتمم تنفید			
۱۶	مہتمم تحریکِ جدید			
۱۷	مہتمم تعلیم			مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ
۱۸	محاسب		مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ	مکرم ملک عطاء الرحمٰن صاحب
	نگران امین مجالس خدام الاحمدیہ قادیان		مکرم راجہ محمد اسلم صاحب بی-اے مکرم چوہدری محمد شریف صاحب باجوہ	

فہرست عہدیداران مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

۱۹۴۱ء – ۴۲	۱۹۴۲ء – ۴۳	۱۹۴۳ء – ۴۴	۱۹۴۴ء – ۴۵
حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ	حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ	حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ	حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ
مکرم مرزا منصور احمد صاحب	مکرم مرزا منصور احمد صاحب	مکرم مرزا منصور احمد صاحب	مکرم خلیل احمد صاحب ناصر
مکرم خلیل احمد صاحب ناصر	مکرم خلیل احمد صاحب ناصر	مکرم خلیل احمد صاحب ناصر	مکرم ملک عطاء الرحمٰن صاحب
مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب	مکرم سعید احمد صاحب فاروقی	مکرم مولوی محمد صدیق صاحب	مکرم شیخ ناصر احمد صاحب
مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ	مکرم مولوی نور الحق صاحب انور	مکرم شیخ محبوب عالم صاحب خالد مکرم مولوی ناصر الدین صاحب	مکرم چوہدری غلام یٰسین صاحب
مکرم ملک عطاء الرحمٰن صاحب	مکرم ملک عطاء الرحمٰن صاحب	مکرم ابو المنیر نور الحق صاحب مکرم مرزا منور احمد صاحب	مکرم مرزا منور احمد صاحب
مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب	مکرم مرزا مبارک احمد صاحب	مکرم چوہدری دل محمد صاحب	مکرم مولوی ناصر الدین محمود صاحب
مکرم چوہدری غلام یٰسین صاحب	مکرم چوہدری غلام یٰسین صاحب	مکرم چوہدری غلام یٰسین صاحب	مکرم مرزا منصور احمد صاحب
مکرم شیخ ناصر احمد صاحب	مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب	مکرم میاں عباس احمد خان صاحب مکرم کرم الٰہی صاحب ظفر	مکرم مولوی محمد صدیق صاحب
مکرم مرزا منور احمد صاحب	مکرم شیخ ناصر احمد صاحب	مکرم چوہدری غلام یٰسین صاحب	مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب
مکرم شیخ محبوب عالم صاحب خالد	مکرم شیخ محبوب عالم صاحب خالد	مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری	مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ
مکرم مرزا مبارک احمد صاحب	مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب	مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب	مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب
—	—	—	—
	مکرم مرزا منصور احمد صاحب	—	مکرم شیخ محبوب عالم صاحب خالد
—	مکرم مرزا منور احمد صاحب	مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب	مکرم چوہدری غلام یٰسین صاحب
—	—	—	—
مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب	مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ	مکرم ملک عطاء الرحمٰن صاحب	مکرم خلیل احمد صاحب ناصر
—	مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب	مکرم مرزا مبارک احمد صاحب	مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب راولپنڈی

فہرست عہدیداران مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

نمبر شمار	نام عہدہ	۴۴ - ۱۹۴۵ء	۴۶ - ۱۹۴۷ء	۴۷ - ۱۹۴۸ء
۱	صدر مجلس	حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ	حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ	حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ
۲	نائب صدر	مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ	مکرم چوہدری غلام یٰسین صاحب	مکرم مرزا مبارک احمد صاحب
۳	معتمد و مہتمم اشاعت	مکرم ملک عطاء الرحمٰن صاحب	مکرم میاں عباس احمد خان صاحب مکرم مرزا رفیع احمد صاحب	مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب
۴	نائب معتمد	مکرم مرزا رفیع احمد صاحب	مکرم مرزا رفیع احمد صاحب مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب	مکرم مرزا بشیر احمد بیگ صاحب
۵	مہتمم تربیت و اصلاح	مکرم چوہدری غلام یٰسین صاحب	مکرم شیخ مبارک احمد صاحب	مکرم مرزا منور احمد صاحب
۶	مہتمم مال	مکرم مرزا منور احمد صاحب	مکرم چوہدری عبد الباری صاحب	مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب
۷	مہتمم ایثار و استقلال	مکرم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب	مکرم چوہدری محمد علی صاحب	مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب ظہیر
۸	مہتمم ذہانت و صحتِ جسمانی	مکرم سید فضل احمد صاحب	مکرم مرزا مبارک احمد صاحب	″
۹	مہتمم خدمتِ خلق	مکرم چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر	مکرم مرزا منور احمد صاحب	مکرم مرزا منور احمد صاحب
۱۰	مہتمم وقارِ عمل	مکرم شیخ ناصر احمد صاحب	مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب	مکرم شیخ محبوب عالم صاحب خالد
۱۱	مہتمم اطفال	مکرم چوہدری محمد علی صاحب	مکرم شیخ محبوب عالم صاحب خالد	″
۱۲	مہتمم تجنید	مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب	مکرم مرزا بشیر احمد بیگ صاحب	مکرم مرزا مبارک احمد صاحب
۱۳	مہتمم اصلاح و ارشاد	مکرم میاں عباس احمد خان صاحب	مکرم مرزا منور احمد صاحب	مکرم مرزا رفیع احمد صاحب
۱۴	مہتمم عمومی	مکرم ملک عطاء الرحمٰن صاحب	مکرم چوہدری غلام یٰسین صاحب	مکرم چوہدری عبد الباری صاحب
۱۵	مہتمم تنقید	مکرم غلام احمد صاحب بشیر	مکرم ملک عزیز الرحمٰن صاحب	مکرم چوہدری عبد الباری صاحب
۱۶	مہتمم تحریکِ جدید	—	—	—
۱۷	مہتمم تعلیم	مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ	مکرم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب	مکرم چوہدری محفوظ الرحمٰن صاحب
۱۸	محاسب	مکرم عبد الرحمٰن صاحب ناصر	مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب	مکرم چوہدری محفوظ الرحمٰن صاحب

فہرست عہدیداران مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

۱۹۴۸-۴۹ء	۱۹۴۹-۵۰ء	۱۹۵۰-۵۱ء	۱۹۵۱-۵۲ء
حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ	حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ	حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ (نائب صدر اول)	حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ (نائب صدر اول)
مکرم مرزا منور احمد صاحب	مکرم مرزا منور احمد صاحب	مکرم مرزا منور احمد صاحب (نائب صدر دوم)	مکرم مرزا منور احمد صاحب (نائب صدر دوم)
مکرم شیخ محبوب عالم صاحب خالد	مکرم محبوب عالم صاحب خالد مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب	مکرم مرزا بشیر احمد بیگ صاحب	مکرم مرزا بشیر احمد بیگ صاحب مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب
مکرم چوہدری محمد شریف صاحب خالد معاون مکرم سید عبدالباسط صاحب	مکرم چوہدری محمد شریف صاحب خالد معاون مکرم سید عبدالباسط صاحب	مکرم سید عبدالباسط صاحب	مکرم سید عبدالباسط صاحب
مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب	مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب	مکرم سید جواد علی صاحب	مکرم چوہدری سعید احمد صاحب عالمگیر
مکرم قریشی عبدالرشید صاحب	مکرم قریشی عبدالرشید صاحب	مکرم سید داؤد احمد صاحب	مکرم قریشی عبدالرشید صاحب
مکرم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب	مکرم مولوی عبدالکریم صاحب	مکرم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب	مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف
مکرم مرزا مبارک احمد صاحب	مکرم مرزا مبارک احمد صاحب	مکرم مرزا مبارک احمد صاحب	مکرم مرزا مبارک احمد صاحب
مکرم مرزا منور احمد صاحب	مکرم مرزا منور احمد صاحب	مکرم مرزا منور احمد صاحب	مکرم مرزا منور احمد صاحب
مکرم چوہدری سعید احمد صاحب عالمگیر	مکرم چوہدری سعید احمد صاحب عالمگیر	مکرم مرزا رفیع احمد صاحب	مکرم چوہدری سعید احمد صاحب عالمگیر
مکرم مرزا بشیر احمد بیگ صاحب	مکرم مرزا بشیر احمد بیگ صاحب	مکرم مولوی خورشید احمد صاحب شاد	مکرم چوہدری محمد شریف صاحب خالد
مکرم مرزا مبارک احمد صاحب	مکرم مرزا مبارک احمد صاحب	مکرم مرزا مبارک احمد صاحب	مکرم مرزا مبارک احمد صاحب
مکرم عبدالحمید صاحب آصف	مکرم عبدالحمید صاحب آصف	مکرم عبدالحمید صاحب آصف	مکرم عبدالحمید صاحب آصف
مکرم چوہدری عبدالباری صاحب	مکرم چوہدری عبدالباری صاحب	مکرم چوہدری عبدالباری صاحب	مکرم چوہدری عبدالباری صاحب
مکرم راجہ بشیر احمد صاحب رازی	مکرم راجہ بشیر احمد صاحب رازی	مکرم راجہ بشیر احمد صاحب رازی	مکرم راجہ بشیر احمد صاحب رازی
—	—	—	—
مکرم مرزا منور احمد صاحب	مکرم مرزا منور احمد صاحب	مکرم مرزا منور احمد صاحب	مکرم مرزا منور احمد صاحب
مکرم محمد صفدر صاحب	مکرم محمد صفدر صاحب	مکرم محمد شفیع صاحب سلیم	—

نمبر شمار	نام عہدہ	۱۹۵۲-۵۳ء	۱۹۵۳-۵۴ء	۱۹۵۴ء
۱	صدر مجلس	حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ (نائب صدر اول)	حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ (نائب صدر اول)	حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ (نائب صدر اول)
۲	نائب صدر	مکرم مرزا منور احمد صاحب	مکرم مرزا منور احمد صاحب	مکرم مرزا منور احمد صاحب
۳	معتمد و مہتمم اشاعت	مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف	مکرم ملک محمد رفیق صاحب	مکرم ملک محمد رفیق صاحب
۴	نائب معتمد	مکرم سید عبد الباسط صاحب	مکرم سید عبد الباسط صاحب	مکرم سید عبد الباسط صاحب
۵	مہتمم تربیت و اصلاح	مکرم مولوی محمد صدیق صاحب	مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف	مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف
۶	مہتمم مال	مکرم قریشی عبد الرشید صاحب	مکرم قریشی عبد الرشید صاحب	مکرم قریشی عبد الرشید صاحب مکرم چوہدری سعید احمد صاحب عالمگیر
۷	مہتمم ایثار و استقلال	مکرم مولود احمد خان صاحب	مکرم مولود احمد خان صاحب	مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب
۸	مہتمم ذہانت و صحت جسمانی	مکرم مرزا مبارک احمد صاحب	مکرم ملک محمد رفیق صاحب	مکرم ملک محمد رفیق صاحب
۹	مہتمم خدمت خلق	مکرم مرزا منور احمد صاحب	مکرم سید داؤد احمد صاحب	مکرم سید داؤد احمد صاحب
۱۰	مہتمم وقار عمل	مکرم سید داؤد احمد صاحب	مکرم چوہدری سعید احمد صاحب عالمگیر	مکرم چوہدری سعید احمد صاحب عالمگیر
۱۱	مہتمم اطفال	مکرم مولوی خورشید احمد صاحب شاد	مکرم مولوی نور الحق صاحب انور	مکرم مولوی نور الحق صاحب انور
۱۲	مہتمم تجنید	مکرم سید جواد علی صاحب	مکرم سید جواد علی صاحب	مکرم سید جواد علی صاحب
۱۳	مہتمم تبلیغ و اصلاح و ارشاد	مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب	مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب	مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب
۱۴	مہتمم عمومی	مکرم مولوی محمد صدیق صاحب	مکرم مولوی محمد صدیق صاحب	مکرم مولوی محمد صدیق صاحب
۱۵	مہتمم تنفیذ	مکرم چوہدری سعید احمد صاحب عالمگیر	مکرم حسن محمد خان صاحب عارف	مکرم حسن محمد خان صاحب عارف
۱۶	مہتمم تحریک جدید	—	مکرم مولوی محمد احمد صاحب ثاقب	مکرم مولوی محمد احمد صاحب ثاقب
۱۷	مہتمم تعلیم	مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف	مکرم محمد شفیع صاحب اشرف	مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف
۱۸	محاسب	مکرم صوفی محمد رفیق صاحب	مکرم سلطان احمد صاحب طاہر	مکرم سلطان احمد صاحب طاہر
۱۹	مہتمم صنعت و تجارت	—	—	—
۲۰	مہتمم مجالس بیرون	—	—	—

۱۹۵۴-۵۵ء	۱۹۵۵-۵۶ء	۱۹۵۶-۵۷ء	۱۹۵۷-۵۸ء
مکرم مرزا منور احمد صاحب (نائب صدر اول)	مکرم مرزا منور احمد صاحب (نائب صدر اول)	مکرم مرزا منور احمد صاحب (نائب صدر اول)	مکرم مرزا منور احمد صاحب (نائب صدر اول)
مکرم سید داؤد احمد صاحب مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف	مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف	مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف	مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف (دسمبر ۵۷ء میں یہ عہدہ منسوخ ہو گیا)
مکرم مولوی محمد صدیق صاحب	مکرم مولوی محمد صدیق صاحب (۱۰ اگست ۵۶ء) مکرم مولوی نور الحق صاحب	مکرم مولوی نور الحق صاحب مکرم سید داؤد احمد صاحب (۱۴ ... ۵۷ء)	مکرم سید داؤد احمد صاحب
مکرم سید عبد الباسط صاحب	مکرم سید عبد الباسط صاحب	مکرم سید عبد الباسط صاحب	مکرم سید عبد الباسط صاحب
مکرم مولوی مقبول احمد صاحب	مکرم مولوی مقبول احمد صاحب	مکرم محمد شفیع صاحب اشرف	مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف
مکرم چوہدری سعید احمد صاحب عالمگیر	مکرم ملک محمد رفیق صاحب	مکرم ملک محمد رفیق صاحب	مکرم ملک محمد رفیق صاحب
—	—	مکرم بشارت احمد صاحب بشیر	مکرم بشارت احمد صاحب بشیر
مکرم ملک محمد رفیق صاحب	مکرم چوہدری محفوظ الرحمٰن صاحب	مکرم چوہدری محفوظ الرحمٰن صاحب	مکرم چوہدری محفوظ الرحمٰن صاحب
مکرم حسن محمد خان صاحب عارف	مکرم قاضی مبارک احمد صاحب	مکرم سید داؤد احمد صاحب	مکرم سید داؤد احمد صاحب
—	مکرم چوہدری سعید احمد صاحب عالمگیر	مکرم مرزا خورشید احمد صاحب	مکرم مرزا خورشید احمد صاحب
مکرم چوہدری صلاح الدین صاحب	مکرم مولوی ابو المنیر نور الحق صاحب	مکرم مولوی خورشید احمد صاحب شاد	مکرم مولوی خورشید احمد صاحب شاد " شیخ خورشید احمد صاحب
مکرم میر مسعود احمد صاحب	مکرم مولوی نور الحق صاحب تنویر	مکرم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب	مکرم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب
مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب	مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب	مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب	مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب
مکرم ملک محمد اشرف صاحب مکرم چوہدری غلام یٰسین صاحب	مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر	مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر مکرم مولوی ابو المنیر نور الحق صاحب	مکرم مبارک مصلح الدین احمد صاحب مکرم سید داؤد احمد صاحب
مکرم نور الحق صاحب تنویر	مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر	—	—
مکرم مولوی محمد احمد صاحب ثاقب	مکرم مولوی محمد احمد صاحب ثاقب	مکرم قریشی فیروز محی الدین صاحب	مکرم قریشی فیروز محی الدین صاحب
مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف	مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف	مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف	مکرم محمد شفیع صاحب اشرف مکرم مبارک احمد صاحب ساقی مکرم قاضی مبارک احمد صاحب
مکرم چوہدری ناصر الدین صاحب	مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب رائے ونڈی	مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب رائے ونڈی	مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب رائے ونڈی
—	مکرم میر مسعود احمد صاحب	مکرم چوہدری سعید احمد صاحب عالمگیر	مکرم سمیع اللہ صاحب سیال
—	مکرم شیخ مبارک احمد صاحب	مکرم شیخ مبارک احمد صاحب	مکرم شیخ مبارک احمد صاحب

نمبر شمار	نام عہدہ	۱۹۵۸-۵۹ء	۱۹۵۹-۶۰ء	۱۹۶۰-۶۱ء	۱۹۶۱-۶۲ء
۱	صدر مجلس	مکرم مرزا منور احمد صاحب (نائب صدر)	مکرم مرزا منور احمد صاحب (نائب صدر)	۵-۱۱-۶۰ مکرم سید داؤد احمد صاحب (صدر)	مکرم سید داؤد احمد صاحب (صدر)
۲	نائب صدر	—	—	مکرم مرزا طاہر احمد صاحب	مکرم مرزا طاہر احمد صاحب
۳	معتمد و مہتمم اشاعت	مکرم سید داؤد احمد صاحب	مکرم سید داؤد احمد صاحب	مکرم شیخ مبارک احمد صاحب	مکرم ملک محمد رفیق صاحب ۱۹/۷/۶۲ مکرم عبدالحکیم صاحب اکمل
۴	نائب معتمد	مکرم سید عبدالباسط صاحب	مکرم سید عبدالباسط صاحب	مکرم سید عبدالباسط صاحب	مکرم سید عبدالباسط صاحب
۵	مہتمم تربیت و اصلاح	مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف	مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف	مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف	مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف
۶	مہتمم مال	مکرم ملک محمد رفیق صاحب	مکرم ملک محمد رفیق صاحب	مکرم پروفیسر حمید اللہ صاحب	مکرم پروفیسر حمید اللہ صاحب
۷	مہتمم ایثار و استقلال	مکرم شیخ خورشید احمد صاحب	مکرم مولوی محمد شفیع صاحب اشرف (یکم مارچ ۱۹۶۰ء) مکرم سید داؤد احمد صاحب	مکرم مولوی دوست محمد صاحب	—
۸	مہتمم ذہانت و صحتِ جسمانی	مکرم خواجہ منظور احمد صاحب	مکرم پروفیسر حمید اللہ صاحب	مکرم محمد انور صاحب (حیدر آبادی) مکرم سید جواد علی صاحب	مکرم سید جواد علی صاحب
۹	مہتمم خدمتِ خلق	مکرم سید داؤد احمد صاحب	مکرم سید داؤد احمد صاحب	مکرم سید داؤد احمد صاحب	مکرم سید داؤد احمد صاحب
۱۰	مہتمم وقارِ عمل	مکرم سید منیر احمد صاحب باہری	مکرم ملک محمد رفیق صاحب ۲۷/۴/۶۰ مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب	مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب	مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب مکرم مسعود احمد صاحب عاطف
۱۱	مہتمم اطفال	مکرم شیخ خورشید احمد صاحب	مکرم شیخ خورشید احمد صاحب	مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب انوری ۳/۵/۶۱ مکرم چوہدری منیر احمد صاحب باہری	مکرم ماسٹر چوہدری منیر احمد صاحب
۱۲	مہتمم تجنید	مکرم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب	مکرم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب	مکرم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب ۵/۱/۶۱ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب ۳/۵/۶۱ مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب انوری	مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب انوری
۱۳	مہتمم تبلیغ و اصلاح و ارشاد	مکرم مولوی نور الحق صاحب انور	مکرم مولوی نور الحق صاحب انور	مکرم مولوی نور الحق صاحب انور	مکرم صوفی محمد اسحاق صاحب
۱۴	مہتمم عمومی	مکرم بشارت احمد صاحب بشیر	مکرم بشارت احمد صاحب بشیر	مکرم مرزا خورشید احمد صاحب	مکرم مرزا خورشید احمد صاحب
۱۵	مہتمم تحریک جدید	مکرم قریشی فیروز محی الدین صاحب	مکرم قریشی فیروز محی الدین صاحب	مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر	مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب
۱۶	مہتمم تعلیم	مکرم قاضی مبارک احمد صاحب مکرم سید محمود احمد صاحب ناصر	مکرم سید محمود احمد صاحب ناصر	مکرم سید محمود احمد صاحب ناصر ۳/۵/۶۱ مکرم سید جواد علی صاحب	مکرم جمیل الرحمٰن صاحب رفیق مکرم عبدالحکیم صاحب اکمل
۱۷	محاسب	مکرم مرزا عبدالشکور صاحب	مکرم مرزا عبدالشکور صاحب	مکرم مرزا عبدالشکور صاحب	مکرم منظور احمد خان صاحب
۱۸	مہتمم صنعت و تجارت	مکرم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب	۱۹/۶/۶۰ مکرم مسعود احمد صاحب عاطف	مکرم مسعود احمد صاحب عاطف	مکرم مسعود احمد صاحب عاطف
۱۹	مہتمم مجالس بیرون	مکرم شیخ مبارک احمد صاحب	مکرم شیخ مبارک احمد صاحب	مکرم شیخ مبارک احمد صاحب	مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب انوری
۲۰	مہتمم مقامی	—	۱۴/۱/۶۰ مکرم مرزا طاہر احمد صاحب	مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب	—

نمبر شمار	نام عہدہ	۱۹۶۲-۶۳ء	۱۹۶۳-۶۴ء	۱۹۶۴-۶۵ء
۱	صدر مجلس	مکرم مرزا رفیع احمد صاحب	مکرم مرزا رفیع احمد صاحب	مکرم مرزا رفیع احمد صاحب
۲	نائب صدر	مکرم مرزا طاہر احمد صاحب	مکرم مرزا طاہر احمد صاحب	مکرم مرزا طاہر احمد صاحب
۳	معتمد	مکرم عبدالحکیم صاحب اکمل	مکرم مرزا لطف الرحمٰن صاحب	مکرم مرزا لطف الرحمٰن صاحب
۴	نائب معتمد	مکرم سید عبدالباسط صاحب	مکرم سید عبدالباسط صاحب	مکرم سید عبدالباسط صاحب
۵	مہتمم تربیت	مکرم سید محمود احمد صاحب ناصر	مکرم سید محمود احمد صاحب ناصر	مکرم سید محمود احمد صاحب ناصر
۶	مہتمم مال	مکرم پروفیسر حمید اللہ صاحب	مکرم پروفیسر حمید اللہ صاحب	مکرم پروفیسر حمید اللہ صاحب
۷	مہتمم صحت جسمانی	مکرم مرزا خورشید احمد صاحب	مکرم مرزا طاہر احمد صاحب	مکرم مرزا طاہر احمد صاحب
۸	مہتمم خدمت خلق	مکرم مرزا رفیع احمد صاحب	مکرم عبدالحکیم صاحب اکمل مکرم لطف الرحمٰن صاحب محمود	مکرم محمد اسلم صاحب فاروقی
۹	مہتمم وقار عمل	مکرم سید کمال یوسف صاحب	مکرم پروفیسر عبدالرشید صاحب غنی	مکرم لطف الرحمٰن صاحب محمود مکرم قاضی مبارک احمد صاحب
۱۰	مہتمم اطفال	مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب منیر	مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب منیر	مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب منیر
۱۱	مہتمم تجنید	مکرم عبدالحکیم صاحب اکمل	مکرم پروفیسر رفیق احمد صاحب ثاقب	مکرم عبدالرشید صاحب غنی
۱۲	مہتمم اصلاح و ارشاد	مکرم مرزا انس احمد صاحب	مکرم مرزا انس احمد صاحب	مکرم مرزا انس احمد صاحب
۱۳	مہتمم عمومی	مکرم سید داؤد احمد صاحب	مکرم سید داؤد احمد صاحب	مکرم سید داؤد احمد صاحب
۱۴	مہتمم اشاعت			مکرم عبدالشکور صاحب اسلم
۱۵	مہتمم تحریک جدید	مکرم ماسٹر محمد اعظم صاحب	مکرم ماسٹر محمد اعظم صاحب	مکرم ماسٹر محمد اعظم صاحب
۱۶	مہتمم تعلیم	مکرم نور الحق صاحب تنویر	مکرم نور الحق صاحب تنویر	مکرم قریشی نور الحق صاحب تنویر
۱۷	محاسب	مکرم سید منیر احمد صاحب باہری	مکرم سید منیر احمد صاحب باہری	مکرم مبارک مصلح الدین احمد صاحب
۱۸	مہتمم صنعت و تجارت	مکرم سید داؤد احمد صاحب	مکرم پروفیسر مبارک احمد صاحب انصاری	مکرم مبارک احمد صاحب انصاری
۱۹	مہتمم مجالس بیرون	مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب انوری	مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب انوری	مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب مکرم محمد اسلم صاحب صابر
۲۰	مہتمم مقامی	مکرم چوہدری عبدالعزیز صاحب	مکرم چوہدری عبدالعزیز صاحب	مکرم چوہدری عبدالعزیز صاحب

نمبر شمار	نام عہدہ	۱۹۶۵-۶۶ء	۱۹۶۶-۶۷ء	۱۹۶۷-۶۸ء
۱	صدر مجلس	مکرم مرزا رفیع احمد صاحب	مکرم مرزا طاہر احمد صاحب	مکرم مرزا طاہر احمد صاحب
۲	نائب صدر	مکرم مرزا طاہر احمد صاحب	مکرم سید محمود احمد صاحب ناصر	مکرم سید محمود احمد صاحب ناصر
۳	معتمد	مکرم مرزا لطف الرحمٰن صاحب	مکرم قریشی نور الحق صاحب تنویر	مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب
۴	نائب معتمد	مکرم سید عبد الباسط صاحب	مکرم سید عبد الباسط صاحب	مکرم مبارک احمد صاحب خالد
۵	مہتمم تربیت	مکرم مولوی بشیر احمد صاحب شمس	مکرم مولوی لئیق احمد صاحب طاہر	مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب انوری
۶	مہتمم مال	مکرم پروفیسر حمید اللہ صاحب	مکرم چوہدری سمیع اللہ صاحب سیال	مکرم چوہدری سمیع اللہ صاحب سیال
۷	مہتمم صحتِ جسمانی	مکرم مرزا طاہر احمد صاحب	مکرم عبد الرزاق صاحب	مکرم عبد الرزاق صاحب
۸	مہتمم خدمتِ خلق	مکرم سید محمود احمد صاحب ناصر	مکرم عبد الشکور صاحب اسلم	مکرم منور شمیم صاحب خالد
۹	مہتمم وقارِ عمل	مکرم قاضی مبارک احمد صاحب	مکرم محمد اسلم صاحب صابر	مکرم منیر احمد صاحب عارف
۱۰	مہتمم اطفال	مکرم محمد اسماعیل صاحب منیر	مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب	مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب
۱۱	مہتمم تجنید	مکرم عبد الشکور صاحب اسلم	مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب	مکرم عبد الشکور صاحب اسلم
۱۲	مہتمم اصلاح و ارشاد	مکرم مرزا انس احمد صاحب	مکرم محمود احمد صاحب بی ٹی	مکرم مرزا انس احمد صاحب
۱۳	مہتمم عمومی	مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب	مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب	مکرم سید محمود احمد صاحب ناصر
۱۴	مہتمم اشاعت	مکرم چوہدری محمد اعظم صاحب مکرم عبد الشکور صاحب اسلم	مکرم محمد شفیق صاحب قیصر	مکرم عطاء المجیب صاحب راشد
۱۵	مہتمم تحریک جدید	مکرم محمد شفیق صاحب قیصر	مکرم مبارک مصلح الدین احمد صاحب	مکرم عبد الرشید صاحب غنی
۱۶	مہتمم تعلیم	مکرم قریشی نور الحق صاحب تنویر	مکرم جمیل الرحمٰن صاحب رفیق	مکرم نور الحق صاحب تنویر
۱۷	محاسب	مکرم عبد الرشید صاحب غنی	مکرم عبد الرشید صاحب غنی	مکرم عبد الرشید صاحب غنی
۱۸	مہتمم صنعت و تجارت	مکرم مبارک احمد صاحب انصاری	مکرم مبارک احمد صاحب انصاری	مکرم مبارک احمد صاحب انصاری
۱۹	مہتمم مجالسِ بیرون	مکرم محمد اسلم صاحب صابر	مکرم مرزا انس احمد صاحب	مکرم محمد اسلم صاحب صابر
۲۰	مہتمم مقامی	مکرم چوہدری عبد العزیز صاحب	مکرم عطاء المجیب صاحب راشد مکرم مقبول احمد صاحب ذبیح	مکرم مقبول احمد صاحب ذبیح
۲۱	مہتمم امور طلباء	—	—	—

۱۹۶۸-۶۹ء	۱۹۶۹-۷۰ء	۱۹۷۰-۷۱ء	۱۹۷۱-۷۲ء
مکرم مرزا طاہر احمد صاحب	مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب	مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب	مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب
مکرم میر محمود احمد صاحب ناصر (اول) مکرم قریشی نور الحق صاحب تنویر (دوم)	مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب	مکرم مرزا خورشید احمد صاحب	مکرم مرزا خورشید احمد صاحب
مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب	مکرم چوہدری سمیع اللہ صاحب سیال	مکرم بشیر احمد صاحب شمس	مکرم مولوی بشیر احمد صاحب شمس
مکرم مبارک احمد صاحب خالد	مکرم مبارک احمد صاحب خالد	مکرم مبارک احمد صاحب خالد	مکرم مبارک احمد صاحب خالد
مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب	مکرم محمد اسلم صاحب صابر	مکرم مولوی عبد الشکور صاحب	مکرم مولوی اللہ بخش صاحب
مکرم چوہدری سمیع اللہ صاحب سیال	مکرم عبد الرشید صاحب غنی	مکرم عبد الرشید صاحب غنی	مکرم مبارک احمد خانصاحب کاٹھگڑھی
مکرم عبد الرزاق صاحب	مکرم عبد الرزاق صاحب	مکرم چوہدری سمیع اللہ صاحب سیال	مکرم عبد الرشید صاحب غنی
مکرم مرزا ادریس احمد صاحب مکرم مولوی عبد الشکور صاحب	مکرم حمید احمد صاحب خالد	مکرم ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی	مکرم مرزا غلام احمد صاحب
مکرم عبد الرشید صاحب غنی	مکرم خلیفہ صباح الدین صاحب	مکرم مبارک احمد صاحب کاٹھگڑھی	مکرم حمید احمد صاحب خالد
مکرم عطاء المجیب صاحب راشد	مکرم عطاء المجیب صاحب راشد	مکرم محمد اسلم صاحب صابر	مکرم محمد اسلم صاحب صابر
مکرم مبارک احمد صاحب انصاری مکرم محمد اسلم صاحب صابر	مکرم مولوی صدیق احمد صاحب	مکرم حمید احمد صاحب خالد	مکرم حافظ عبد الحمید صاحب
مکرم قریشی نور الحق صاحب تنویر	مکرم قریشی نور الحق صاحب تنویر	مکرم قریشی نور الحق صاحب تنویر	مکرم لئیق احمد صاحب طاہر
مکرم مرزا انس احمد صاحب	مکرم مرزا انس احمد صاحب	مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب	مکرم داؤد احمد صاحب حنیف
مکرم امین اللہ صاحب سالک مکرم محمد اسلم صاحب شاد	مکرم محمد اسلم صاحب شاد	مکرم سید عبد الحی صاحب	مکرم سید عبد الحی صاحب
مکرم منور شمیم صاحب خالد	مکرم منور شمیم صاحب خالد	مکرم چوہدری ناصر احمد صاحب	مکرم منور شمیم صاحب خالد
مکرم محمد اسلم صاحب صابر - مکرم امین اللہ صاحب سالک مکرم مولوی اللہ بخش صاحب	مکرم مولوی اللہ بخش صاحب	مکرم محمد شفیق صاحب قیصر	مکرم محمد شفیق صاحب قیصر
مکرم مبارک مصلح الدین احمد صاحب	مکرم مبارک احمد صاحب کاٹھگڑھی	مکرم منور شمیم صاحب خالد	مکرم مبارک مصلح الدین احمد صاحب
مکرم مبارک احمد صاحب انصاری	مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب	مکرم عبد الرزاق صاحب	مکرم عبد الرزاق صاحب
مکرم عبد الشکور صاحب اسلم مکرم مبارک مصلح الدین احمد صاحب	مکرم مبارک مصلح الدین احمد صاحب	مکرم مرزا غلام احمد صاحب	مکرم صلاح الدین خانصاحب
مکرم منیر احمد صاحب عارف	مکرم مولوی سلطان محمود صاحب انور	مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب	مکرم چوہدری سمیع اللہ صاحب سیال
—	—	مکرم مرزا خورشید احمد صاحب	مکرم مرزا محمد دین صاحب ناز

نمبر شمار	نام عہدہ	۱۹۷۲-۷۳ء	۱۹۷۳-۷۴ء	۱۹۷۴-۷۵ء
۱	صدر مجلس	مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب	مکرم عطاء المجیب صاحب راشد	مکرم عطاء المجیب صاحب راشد
۲	نائب صدر	مکرم مرزا غلام احمد صاحب	مکرم مرزا غلام احمد صاحب	مکرم مرزا غلام احمد صاحب
۳	معتمد	مکرم اللہ بخش صاحب شاہد	مکرم اللہ بخش صاحب شاہد	مکرم اللہ بخش صاحب شاہد
۴	نائب معتمد	مکرم مبارک احمد صاحب خالد	مکرم مبارک احمد صاحب خالد	مکرم مبارک احمد صاحب خالد
۵	مہتمم تربیت	مکرم سلطان احمد صاحب شاہد	مکرم سلطان احمد صاحب شاہد	مکرم سلطان احمد صاحب شاہد
۶	مہتمم مال	مکرم مبارک احمد خان صاحب	مکرم مبارک احمد خان صاحب	مکرم شیخ مبارک احمد صاحب
۷	مہتمم صحتِ جسمانی	مکرم عبدالرشید صاحب غنی	مکرم مرزا محمد دین صاحب ناز	مکرم عبدالرزاق صاحب
۸	مہتمم خدمتِ خلق	مکرم حمید احمد صاحب خالد	مکرم مبارک احمد صاحب طاہر	مکرم ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی
۹	مہتمم وقارِ عمل	مکرم عبدالرزاق صاحب	مکرم حمید احمد صاحب خالد	مکرم حمید احمد صاحب خالد
۱۰	مہتمم اطفال	مکرم محمد اسلم صاحب صابر	مکرم محمد اسلم صاحب صابر	مکرم لئیق احمد صاحب طاہر
۱۱	مہتمم تجنید	مکرم مرزا محمد دین صاحب ناز	مکرم عبدالرزاق صاحب	مکرم ماسٹر عبدالمجید صاحب
۱۲	مہتمم اصلاح و ارشاد	مکرم مولوی عبدالباسط صاحب	مکرم قریشی محمد اسلم صاحب	مکرم مرزا محمد دین صاحب ناز
۱۳	مہتمم عمومی	مکرم نذیر احمد صاحب ساجد	مکرم سمیع اللہ صاحب سیال	مکرم محمد شفیق صاحب قیصر
۱۴	مہتمم اشاعت	مکرم محمد شفیق صاحب قیصر	مکرم محمد شفیق صاحب قیصر	مکرم جمیل الرحمن صاحب رفیق
۱۵	مہتمم تحریک جدید	مکرم ماسٹر عبدالمجید صاحب	مکرم منور شمیم صاحب خالد	مکرم قریشی محمد اسلم صاحب
۱۶	مہتمم تعلیم	مکرم لئیق احمد صاحب طاہر	مکرم جمیل الرحمن صاحب رفیق	مکرم محمد اسلم صاحب صابر
۱۷	محاسب	مکرم مبارک مصلح الدین صاحب	مکرم شیخ مبارک احمد صاحب	مکرم مبارک احمد خان صاحب
۱۸	مہتمم صنعت و تجارت	مکرم شیخ مبارک احمد صاحب	مکرم ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی	مکرم محمد اسلم صاحب شاد
۱۹	مہتمم مجالس بیرون	مکرم منور شمیم صاحب خالد	مکرم مبارک مصلح الدین احمد صاحب	مکرم منصور احمد صاحب بشیر
۲۰	مہتمم مقامی	مکرم سمیع اللہ صاحب سیال	مکرم لئیق احمد صاحب طاہر	مکرم مبارک احمد صاحب طاہر
۲۱	مہتمم امور طلباء	مکرم مبارک احمد صاحب طاہر	مکرم عبدالرشید صاحب غنی	مکرم منور شمیم صاحب خالد

۱۹۷۵-۷۶ء	۱۹۷۶-۷۷ء	۱۹۷۷-۷۸ء	۱۹۷۸-۷۹ء
مکرم مرزا غلام احمد صاحب	مکرم مرزا غلام احمد صاحب	مکرم مرزا غلام احمد صاحب	مکرم مرزا غلام احمد صاحب
مکرم مرزا انس احمد صاحب	مکرم محمد شفیق صاحب قیصر	مکرم محمد شفیق صاحب قیصر	مکرم محمد شفیق صاحب قیصر
مکرم اللہ بخش صاحب شاہد	مکرم اللہ بخش صاحب شاہد	مکرم منیر احمد صاحب بسمل	مکرم منیر احمد صاحب بسمل ۲۸-۵-۷۹ مکرم عبد المنان صاحب طاہر
—	—	—	—
مکرم محمود احمد صاحب	مکرم محمد اسلم صاحب صابر	مکرم محمد اسلم صاحب شاد	مکرم حافظ مظفر احمد صاحب
مکرم شیخ مبارک احمد صاحب	مکرم ماسٹر عبد المجید صاحب	مکرم شیخ مبارک احمد صاحب	مکرم مبارک احمد صاحب طاہر
مکرم مرزا محمد دین صاحب ناز	مکرم مرزا مسرور احمد صاحب	مکرم مرزا محمد دین صاحب ناز	مکرم سید قاسم احمد صاحب
مکرم ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی	مکرم ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی	مکرم ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی	مکرم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب
مکرم چوہدری منور احمد صاحب خالد	مکرم حکیم مبارک احمد صاحب طاہر	مکرم سید قاسم احمد صاحب	مکرم راجہ نصیر احمد صاحب
مکرم لئیق احمد صاحب طاہر	مکرم لئیق احمد صاحب طاہر	مکرم لئیق احمد صاحب طاہر	مکرم مرزا محمد دین صاحب ناز
مکرم ماسٹر عبد المجید صاحب	مکرم مبارک احمد خان صاحب	مکرم ماسٹر عبد المجید صاحب	مکرم شیخ مبارک احمد صاحب
مکرم سلطان احمد صاحب شاہد	مکرم قریشی محمد انور صاحب	مکرم قریشی محمد انور صاحب	مکرم لئیق احمد صاحب طاہر
مکرم مبارک احمد خان صاحب	مکرم مبارک احمد صاحب طاہر	مکرم مبارک احمد صاحب طاہر	مکرم مبارک احمد صاحب طاہر
مکرم محمد اسلم صاحب شاد	مکرم محمد اسلم صاحب شاد	مکرم مرزا فرید احمد صاحب	مکرم مرزا فرید احمد صاحب
مکرم مبارک احمد صاحب طاہر	مکرم شیخ مبارک احمد صاحب	مکرم راجہ نصیر احمد صاحب	مکرم قریشی محمد انور صاحب
مکرم محمد اسلم صاحب صابر	مکرم مرزا محمد دین صاحب ناز	مکرم حافظ مظفر احمد صاحب	مکرم محمد اسلم صاحب شاد
مکرم منور شمیم صاحب خالد	مکرم منور شمیم صاحب خالد	مکرم منور شمیم صاحب خالد	مکرم چوہدری فضل احمد صاحب
مکرم مرزا محمد لقمان صاحب	مکرم مرزا محمد لقمان صاحب	مکرم مرزا محمد لقمان صاحب	مکرم مبارک احمد خان صاحب
مکرم حمید احمد صاحب خالد	مکرم حمید احمد صاحب خالد	مکرم مبارک احمد خان صاحب	مکرم ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی
مکرم محمد شفیق صاحب قیصر	مکرم محمود احمد صاحب	مکرم محمود احمد صاحب	مکرم محمود احمد صاحب
مکرم چوہدری صادق علی صاحب	مکرم چوہدری صادق علی صاحب	مکرم چوہدری صادق علی صاحب	مکرم چوہدری صادق علی صاحب

نمبر شمار	نام عہدہ	۸۰-۱۹۷۹ء	۸۱-۱۹۸۰ء	۸۲-۱۹۸۱ء
۱	صدر مجلس	مکرم محمود احمد صاحب	مکرم محمود احمد صاحب	مکرم محمود احمد صاحب
۲	نائب صدر	مکرم مرزا فرید احمد صاحب	مکرم مرزا فرید احمد صاحب	مکرم مرزا فرید احمد صاحب
۳	معتمد	مکرم عبدالمنان صاحب طاہر	مکرم چوہدری منیر احمد صاحب	مکرم ملک منصور احمد صاحب عمر
۴	نائب معتمد	—	—	—
۵	مہتمم تربیت	مکرم حافظ مظفر احمد صاحب	مکرم حافظ مظفر احمد صاحب	مکرم نصیر احمد صاحب قمر
۶	مہتمم مال	مکرم میاں لطیف احمد صاحب	مکرم مبارک احمد صاحب طاہر	مکرم مبارک احمد صاحب طاہر
۷	مہتمم صحت جسمانی	مکرم مرزا نصیر احمد صاحب	مکرم مفتی احمد صادق صاحب	مکرم مرزا لقمان احمد صاحب
۸	مہتمم خدمت خلق	مکرم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب	مکرم ڈاکٹر ظہیر الدین منصور احمد صاحب	مکرم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب
۹	مہتمم وقار عمل	مکرم حمید احمد صاحب خالد	مکرم مرزا رفیق احمد صاحب	مکرم چوہدری سلطان احمد صاحب
۱۰	مہتمم اطفال	مکرم محمد اسلم صاحب شاد	مکرم مرزا محمد دین صاحب ناز	مکرم مرزا محمد دین صاحب ناز
۱۱	مہتمم تجنید	مکرم نصیر احمد صاحب قمر	مکرم نصیر احمد صاحب قمر	مکرم حبیب الرحمٰن صاحب زیروی
۱۲	مہتمم اصلاح و ارشاد	مکرم قریشی محمد انور صاحب	مکرم ملک خالد مسعود صاحب	مکرم سعید احمد صاحب چیمہ
۱۳	مہتمم عمومی	مکرم چوہدری مبارک احمد صاحب طاہر	مکرم چوہدری مبارک احمد صاحب طاہر	مکرم مرزا فرید احمد صاحب
۱۴	مہتمم اشاعت	مکرم مرزا فرید احمد صاحب	مکرم مرزا فرید احمد صاحب	مکرم ملک خالد مسعود صاحب
۱۵	مہتمم تحریک جدید	مکرم تصور احمد صاحب	مکرم شیخ مبارک احمد صاحب	مکرم شیخ مبارک احمد صاحب
۱۶	مہتمم تعلیم	مکرم لئیق احمد صاحب طاہر	مکرم لئیق احمد صاحب طاہر	مکرم حافظ مظفر احمد صاحب
۱۷	محاسب	مکرم مبارک احمد صاحب طاہر	مکرم مبارک احمد خان صاحب	مکرم چوہدری فضل احمد صاحب
۱۸	مہتمم صنعت و تجارت	مکرم مرزا محمد لقمان صاحب ۸۰/۱/۲۸ مکرم مرزا رفیق احمد صاحب	مکرم چوہدری فضل احمد صاحب	مکرم مبارک احمد خان صاحب
۱۹	مہتمم مجالس بیرون	مکرم ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی	مکرم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب	
۲۰	مہتمم مقامی	مکرم مرزا محمد دین صاحب ناز	مکرم محمد اسلم صاحب شاد	مکرم محمد اسلم صاحب شاد
۲۱	مہتمم امور طلباء	مکرم شیخ مبارک احمد صاحب	مکرم قمر احمد صاحب شمس	مکرم قریشی عبدالجلیل صاحب

Monthly

Regd. No. L 5830

KHALID RABWAH

Editor: Khalid Masood ■ FEBRUARY—MARCH 1982
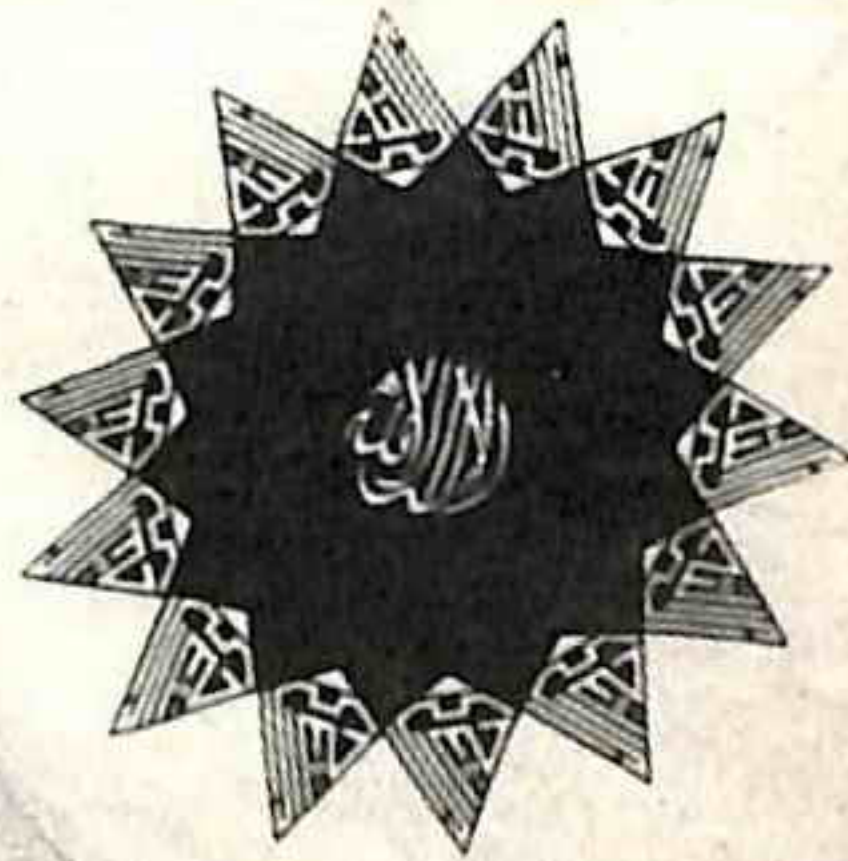
سفید کپڑے پر چھپا ہوا ستارۂ احمدیت جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے
جلسہ سالانہ ۱۹۸۱ء کے دوسرے روز اپنے خطاب کے دوران احباب کو دکھایا

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا